REGD. NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان ۱۶/۲۳ رمضان ۱۴۱۳ھ ۱۱/۱۸ امان ۱۳۷۲ہش ۱۱/۱۸ مارچ ۱۹۹۳ء

”مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبّت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچوّں سے، بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خُون ہوتا ہے۔ اِنسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھُوٹ اور شرک اور ظُلم اور ہر ایک بدعملی اور نا اِنصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔“

(رُوحانی خزائن جلد ۱۷
(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)

شبیہ مُبارک سیّدنا حضرت مرزا غُلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
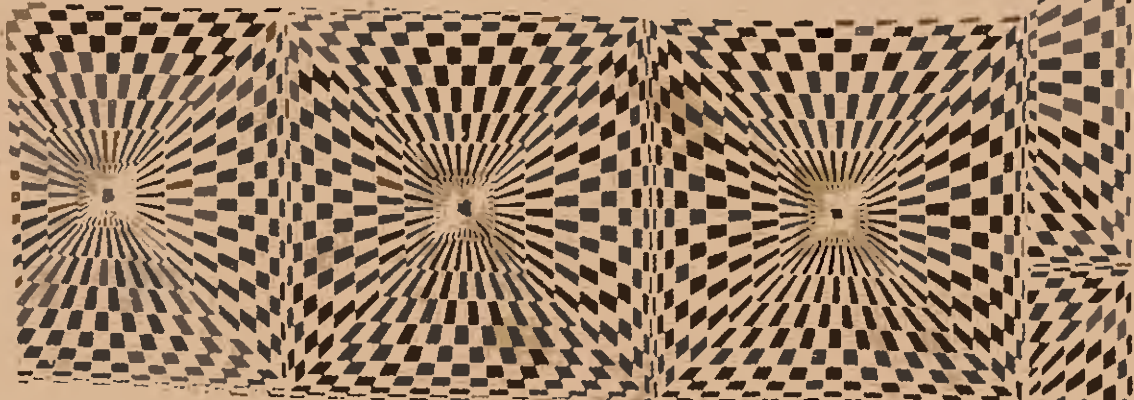
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱-۱۸/ امان ۱۳۷۲ ہش

"قادیانیت کا حملہ پُوری دُنیا پر"

لاہور سے ہمارے ایک کرم فرما نے چند یوم قبل "انجمن طلباء فدایانِ مصطفٰےؐ پاکستان" کا ایک اشتہار بھجوایا ہے جس میں مذکورہ انجمن نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مواصلاتی سیّارے کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے خُطبہ جمعہ اور درس القرآن پر بہت کچھ غم وغصّہ کا اظہار کیا گیا ہے۔

انجمن نے لکھا ہے:-

"جن لوگوں کے مذہبی عقائد کے پرچار کو قانوناً جُرم قرار دیا گیا تھا وہ اب بِلا روک ٹوک ہم سب کے گھروں، کمروں کے اندر داخل ہوگئے ہیں۔"

پھر لکھا:-

"اِس کا بڑا سبب علماءِ اسلام کی نا اہلی اور تفرقہ بازی ہے۔ اب حال یہ ہو چکا ہے کہ یہ ماجرا دیکھ کر علماءِ اسلام نے مکمل چُپ سادھ لی ہے۔ اگر یہی صورت رہی تو خدا کی قسم بہت جلد قادیانیت پوری دنیا پر چھا جائے گی۔"

انجمن نے اس کا حل بتاتے ہوئے آگے لکھا:-

"اس کا صرف اور صرف یہی ایک حل ہے کہ علماءِ اسلام یہ پروگرام دیکھنے سے ہرگز کسی کو منع نہ کریں بلکہ قادیانی جو دلائل اپنے مذہب کے حق میں پیش کریں پاکستانی ٹیلی ویژن کے ذریعہ مُنہ توڑ جواب پیش کریں۔ دلائل کا جواب دلائل سے نہ دیا گیا تو اُسے عوام علماء کی علمی شکست تصور کریں گے۔"

انجمن کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلباء کی انجمن ہے۔ اس لحاظ سے یہ نوجوانوں کی انجمن ہوئی۔ نوجوانوں نے بے شک بات وہی کہی ہے جو اُن کے بزرگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی تھی باوجود اس کے انہوں نے اس رنگ میں تبلیغ شروع کر دی ہے جو ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ لیکن ان طلباء نے جو حل نِکالا ہے وہ بہت درست اور قابلِ داد ہے۔ حل پیش کرنے میں پاکستان کا یہ نوجوان طبقہ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر نہیں چلا۔ چنانچہ انہوں نے سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے علماءِ اسلام کو واضح طور پر کہا ہے کہ

- احمدیوں کی تبلیغ بند نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ان کی تبلیغ بند کرنا اب پاکستان کے مولوی کے بس کی بات نہیں رہی۔
- لہٰذا علماء کو چاہیئے کہ وہ احمدیوں کے دلائل کا جواب دلائل سے دیں۔

یہی وہ بات ہے جو احمدی عرصہ ایک سَو سال سے کہتے چلے آرہے ہیں کہ امن و امان سے بیٹھو۔ قرآنِ مجید کو تم بھی مانتے ہو، قرآنِ مجید کو ہم بھی مانتے ہیں۔ قرآن مجید میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ کیوں نہیں ہم اپنے اختلافی مسائل کو قرآنِ مجید سے حل کر لیتے۔ لیکن باوجود اِس کے "علماءِ اسلام" کہلانے والے ہمیشہ ہی پاکستان میں بھی اور ہندوستان و بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کو جسمانی اذیتیں دینے، مارنے، نقصان پہنچانے، مساجد اور قرآن کو جلانے کی تعلیم دیتے رہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے رہے کہ قادیانیوں کو مارنے کے نتیجہ میں، قادیانیوں کے خلاف "جہاد" کرنے کے نتیجہ میں اگر کوئی مسلمان مرتا ہے تو وہ "شہید" گِنا جائے گا۔ ہم اس کی جنّت کی ضمانت دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے سینما گھر کے ٹکٹوں کی طرح جنّت کی ٹکٹیں بلیک میں انہوں نے خرید رکھی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں کیا کیا کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ مستقبل کا مؤرّخ جب ان داستانوں کو لکھے گا تو آنے والی نسلیں ان لوگوں کے گھناؤنے کردار پر آنسُو بہائیں گی۔ لیکن ہم صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مبارک سلسلہ کی بُنیاد صرف اور صرف الہامِ الٰہی پر مبنی ہے۔ اور قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جھُوٹا الہام بنانے والے کو وہ نیست و نابُود کر دیتا ہے۔ انجام کے لحاظ سے جھُوٹا مُلہَم ہمیشہ ناکام و نامُراد رہتا ہے (الحاقہ: ۴۵ تا ۴۸) پھر فرمایا کہ دو طرح کے لوگ ظالم ہیں۔ ایک وہ جو جھُوٹا الہام بناتے ہیں۔ اور ایک وہ جو سچّے الہام کو جھُٹلاتے ہیں۔ ہر دو ظالم ہیں۔ اور اپنے مقصد میں ناکام و نامُراد رہتے ہیں (عنکبوت: ۶۹)

پس ثابت ہُوا کہ سچّا مُلہَم انجام کے لحاظ سے ہمیشہ کامیاب و بامُراد ہوتا ہے۔ اور اُس کو جھُٹلانے والے ہلاکت و پستی کا مُنہ دیکھتے ہیں۔ پس اِس معاملہ میں بھی خُوب غور سے دیکھ لیں کہ آپ لوگوں نے قادیان سے نکلنے والی اِس الٰہی آواز کو دبانے کی کتنی کوشش کی۔ اِس الٰہی نُور کو اپنے مُونہوں سے بُجھانے کی کیسی کیسی احمقانہ کوششیں کیں۔ لیکن یہ آواز جو اپنے اندر آسمانی بجلی کی چمک اور کڑک ہر دو پہلو رکھتی ہے قادیان سے نِکلتی ہوئی آج پُوری دُنیا میں پھیل چکی ہے۔ اور آپ لوگ اپنی ناکامی کو اِس رنگ میں تسلیم کرنے پر مجبُور ہو چکے ہیں کہ ہم نے جن کے مذہبی پرچار پر پابندی لگائی تھی آج وہ بِلا روک ٹوک ہمارے گھروں اور کمروں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور اب جبکہ اِس آواز کو آپ روک نہیں سکتے تو چار و ناچار یہ کہنے پر مجبُور ہو گئے کہ احمدیوں کی آواز کو نہ روکا جائے۔ بلکہ دلائل سے جواب دیا جائے۔ پس غور کرنے اور سمجھنے والوں کے لئے یہ صداقتِ مسیح موعودؑ کا چمکتا ہُوا نشان ہے۔ وہ نشان جس کا اقرار آج خود آپ لوگ بھی کر رہے ہیں ——!!

اِس تمام بدقسمتی کا شکار آپ لوگ صرف اِس لئے ہیں کہ دل سے جِس امام مہدی کے نہ صرف منتظر بلکہ اس زمانہ میں اس کی شدید خواہش رکھتے ہیں اُس صادق امام کو آپ جھُٹلا چکے ہیں۔ ہمارے سامنے اِس وقت ہفت روزہ نئی دُنیا دہلی ۲۹/ تا ۴/ فروری کا شمارہ ہے اُس کے صفحہ ۱۶ پر شمس آباد سے سیّد مقبول حسین صاحب مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بابری مسجد کا جو سانحہ گزرا ہے وہ ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ اب صرف اور صرف یہی حل ہے کہ ایک امام کا انتخاب کرنا ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں:-

"آزادیٔ وطن کے بعد یکے بعد دیگرے کئی سانحوں سے مسلمانوں کو اب تو سبق سیکھنا چاہیئے۔ اپنے ملّی مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے ایک امام کا انتخاب کرنا ہوگا۔ یہی وقت کا تقاضا ہے اور ضرُورت بھی۔ جب ہی ہمارا کچھ مقام ہوگا اور وزن بھی۔"

بھائی مقبول حُسین صاحب نے بات بہت پتے کی کی ہے۔ لیکن کیا ایسا امام مُسلمانوں کے اِنتخاب سے آئے گا یا اللہ تعالیٰ خُود اُسے اپنی تائید و نُصرت کے زبردست ہاتھوں سے مبعُوث فرمائے گا۔ اِس بارے میں اِنشاء اللہ آئندہ شمارہ میں کسی قدر روشنی ڈالی جائے گی ؞

(منیر احمد خادم)

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۵- مارچ (جمعۃ المبارک): امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیریت ہیں۔ الحمدُ للہ۔

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لنڈن سے اپنا بصیرت افروز خطبہ جُمعہ ارشاد فرمایا جو مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دُنیا کے لاکھوں افراد نے سُنا اور دیکھا۔ حضور انور نے تشہّد و تعوّذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حدیثِ نبوی کی روشنی میں رمضان المبارک میں انفاق فی سبیل اللہ کی طرف احبابِ جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا جماعتِ احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ اِس سنّتِ نبویؐ کی بہت ہی اخلاص کے ساتھ پابند ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بوسنیا کے مظلومین کے لئے جو مَیں نے تحریک کی تھی اس پر جماعت نے جس رنگ میں لبّیک کہا ہے وہ قابلِ رشک ہے۔ بوسنیا کی تحریک سے متعلق اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے حضور پُر نور نے فرمایا کہ اب تک ساری دنیا سے اس تحریک میں دو لاکھ دس ہزار پونڈ کی وصولی ہو چکی ہے جِس میں پاکستان کی طرف سے باسٹھ ہزار چھ صد بانوے پونڈ کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ جو دُنیا کی سب جماعتوں سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد برطانیہ کی طرف سے ۴۵,۲۹۷ پونڈ اور جرمنی کی طرف سے ۴۴,۷۵۸ پونڈ کی ادائیگی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کینیڈا۔ امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ وغیرہ ممالک ہیں۔ حضور انور نے بنگلہ دیش کا خصوصیت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تحریک میں اُن کی طرف سے باوجود نامساعد حالات کے چھ ہزار پونڈ سے زائد کی وصُولی کی اطلاع ملی ہے۔

حضور انور نے رمضان کی فضیلت کے متعلق حدیثِ نبویؐ "اِذا جاء رمضانُ فُتحت ابواب الجنّۃ... الخ کہ جب رمضان آجائے تو جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو رمضان سے فائدہ اُٹھانا چاہے اللہ تعالےٰ اس کی غیر معمولی مدد کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عام حالات میں بدی سے بچنے کی اتنی توفیق نہیں مل سکتی جتنی کہ رمضان کے مہینہ میں مل سکتی ہے۔ (باقی دیکھئے ص۲۳ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

کلام الامام امام الکلام

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیمتی اور ایمان افروز تحریرات

منظوم و منثور کلام

دعویٰ مسیحیت پر حلفیہ بیان:

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸-۷ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

بریلی کے ایک شخص نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کا جواب لکھیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اُسے حلفاً تحریر فرمایا کہ:-

"میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصّل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَكَفىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا۔

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ و آیدہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء"

(روحانی خزائن ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۲۶-۳۲۷)

زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۴)

انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے نمونہ دکھلانے والے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳)

کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نُور ہے نُور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نُور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

مصطفےؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے

فضائلِ قرآن مجید:

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے۔ نہ اُس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لؤلؤئے عمّاں ہے۔ وگر لعلِ بدخشاں ہے

خُدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی۔ کہاں مقدورِ انساں ہے

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضُعفِ دینِ مصطفٰےؐ

اَے خُدا اَے کارساز و عیب پوش و کردگار
اَے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کِس طرح تیرا کروں اَے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار
آسماں میرے لئے تونے بنایا اِک گواہ
چاند اور سُورج ہُوئے میرے لئے تاریک و تار
جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تُو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار
دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضُعفِ دینِ مُصطفٰےؐ
مجھ کو کر اَے میرے سُلطاں کامیاب و کامگار
جو خُدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں!
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اَے روبۂ زار و نزار
کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

○

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اوّل:- بیعت کُنندہ سچّے دِل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شِرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:- یہ کہ جھُوٹ اور زناء اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:- یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حُکمِ خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نمازِ تہجّد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دُرود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دِلی محبّت سے خُدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔

چہارم:- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مُسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:- یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خُدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذِلت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کِسی مُصیبت کے وارد ہونے پر مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:- یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرلے گا اور قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستُور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:- یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:- یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اَولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:- یہ کہ اِس عاجز سے عقدِ اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اِس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

اَے وہ لوگو جو میری جماعت میں ہو!

"سو اَے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اسی وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضورِ قلب سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پُورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواعِ رنج و مُصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ کہ دُشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزّت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزّت آسمان پر دے گا۔ سو تم اُس کو مت چھوڑ دو۔ اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عملِ نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سُست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چُن لیتا ہے جو اُس کو چُنتا ہے۔ وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے۔ جو اُس کو عزّت دیتا ہے وہ بھی اُس کو عزّت دیتا ہے۔ تم اپنے دِلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔"

(کشتی نوح)

خلاصہ خطبہ جمعہ

قیامت کے دن ہر بدترین خائن کے پیچھے ایک جھنڈا لگے گا اور بتایا جائیگا کہ اس نے کس کس کی اور کس کس امانت میں خیانت کی تھی

جب تک آپ دنیا میں امین نہیں بنیں گے اللہ کی امانت کو اٹھانے کی اہلیت آپ میں پیدا نہیں ہو سکتی

سیکریٹریان اشاعت کا فرض ہے کہ اشاعت کے ہر موقعہ پر نظر رکھیں۔ شعبہ تصنیف کا کام ہے کہ سلسلے کی لٹریچر کی ضرورت پر نظر رکھے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ رفتح ۱۳۷۱ ہش مطابق ۴ دسمبر ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ و سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ المومنون کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ المومنون: آیات ۱۰-۱۲)

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

گذشتہ کچھ عرصہ سے خیانت کا مضمون چل رہا ہے اور گذشتہ جمعہ میں مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ

امانتوں کا حق ادا کرنا بہت ضروری ہے

کسی امانت کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو تو خیانت کہلاتی ہے مگر تمام خیانتوں سے بڑھ کر خیانت اس حق کی خیانت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور امانت انسان کے سپرد کیا جاتا ہے پس عہدیداروں کی مثالیں دیگر عہدوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف جو توجہ دلائی گئی تھی۔ یہ امانت کے معنی کو کھینچ کر لمبا نہیں کیا گیا۔ بلکہ درحقیقت امانت کا بنیادی معنی ہی یہی ہے کہ اللہ کا حق جو بندوں پر ہو اس میں خیانت نہ کی جائے اس کو تمام تر توجہ سے تمام باریکیوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر جب قرآن نازل ہوا تو نزول قرآن کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو شریعت کا نگران مقرر کرنے کو خدا تعالیٰ نے امانت فرمایا ہے اور ایسی امانت فرمایا ہے جس کے متعلق فرمایا۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا (سورۃ الاحزاب: آیت ۷۳)

کہ دیکھو! ایک ایسی امانت تھی جس کو زمین اور آسمان اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اتنی بڑی ذمہ داری اس کے ساتھ وابستہ تھی لیکن اس بندے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسان کامل ہے آگے بڑھ کر اس امانت کا بوجھ اٹھا لیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی غلامی میں آپکے کاموں کی ادائیگی امت محمدیہ پر فرض ہے اور اس امانت کو اٹھانے میں تمام امت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مددگار اور معاون ہے اور جس حصے پر جتنی امانت ڈالی جائے یا امانت کا بوجھ ڈالا جائے اس حصے پر یہ امانت گویا خدا تعالیٰ نے ڈالی ہے۔ کیونکہ امانت کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔ اور اس پہلو سے جب ہم احادیث نبویہ پر غور کرتے ہیں تو سمجھ آ جاتی ہے کہ کیوں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے امانت کے حق کی ادائیگی پر اتنا زور دیا

اور اسے قرآن کریم نے بھی خدا تعالیٰ کی امانت ہی قرار دیا ہے جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ میں آیت کی تلاوت کی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ آپس میں جب خیانتیں کرتے ہو تو پھر تم خدا کی خیانت بھی کرنے لگتے ہو اور رسول کی خیانت بھی کرنے لگتے ہو یعنی وہ خیانت جو سب سے ذلیل اور سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ وہ اللہ اور رسول کی خیانت ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ اول درجہ پر امانت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول اور اس کے غلاموں پر عائد فرمائی گئی ہے یا ان کے سپرد فرمائی گئی ہے۔ اور اس کی ادائیگی میں ہمیں حد سے زیادہ محنت کے ساتھ باریک نظر کے ساتھ توجہ دینا ہوگی اور مستقلاً اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔

بات یہ ہے کہ جماعت کے عہدیداروں سے متعلق تو میں گذشتہ ایک سلسلہ میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ ان تمام باتوں کو دوہرانا مقصود نہیں ہے۔ مگر مثالیں دیتا ہوں کہ کس طرح انسان اپنی امانت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور کتنی جلدی امانت کو بھولنے کا عادی ہے۔ جو باتیں تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں ان کو بھی بار بار دوہرانا پڑتا ہے اور یہ کوئی آج کی بات نہیں ہمیشہ سے یہ سلسلہ ایسے ہی چلا آ رہا ہے۔ چند دن ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت پڑھی اس میں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے جو بار بار ایک بات کو دوہرانا پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک ہی بات کی تکرار ہے۔ فرماتے ہیں مَیں مجبور ہوں۔ کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ بات سنتی ہے اور بھول جاتی ہے سنتی ہے اور بھول جاتی ہے۔ اور جب تک بار بار تکرار کے ساتھ ایک چیز کو سمجھایا نہ جائے پوری طرح اس کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ قائم نہیں ہوتی۔ پس ضمناً ان باتوں کو بھی دوہراتا ہوں جو پہلے کہہ چکا ہوں۔ لیکن بطور مثال کے اور بطور یاد دہانی کے۔

اس سلسلہ میں مَیں شعبہ اشاعت کی مثال پیش کر رہا تھا

شعبہ اشاعت سے متعلق ایک دو اور باتیں

کہہ کر پھر بعض دوسرے شعبوں کا بھی محض مثال کے طور پر ذکر کروں گا۔ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے نمائشوں میں حصہ لے رہی ہے یعنی ایسی نمائشیں جو کتب کی نمائشیں ہیں اور اِلّا ماشاء اللہ بعض دفعہ تو دوسری چیزیں بھی ساتھ ہو جاتی ہیں۔ لیکن آج کل دنیا میں یہ رواج زیادہ زور پکڑ رہا ہے کہ مختلف ممالک میں کتب کی نمائش لگائی جاتی ہے اور اس میں جماعت احمدیہ خصوصیت کے ساتھ حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح بڑی نمائشوں میں بھی بعض حصے کتب کی نمائشوں کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں مگر گذشتہ کئی سال کا تجربہ یہ ہے کہ دور دور سے ممالک نمائش کے قریب آنے پر یہ اطلاع بھیجتے ہیں کہ اب نمائش میں اتنے

دار رہ گئے ہیں ہمیں فلاں فلاں کتب کی ضرورت ہے۔ فلاں لٹریچر کی ضرورت ہے۔ فلاں سووینیئر کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اگر جماعت احمدیہ کے وقار کی خاطر ہمیں ہوائی جہاز پر زیادہ خرچ کر کے بھی کتب بھجوائی جائیں تو یہ مناسب ہوگا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جماعت کے ذمہ دار کا ان کو نمائش کے قریب آنے کے وقت کیوں خیال آیا اور پھر سوال یہ ہے کہ اس ملک کا نظام کیا کرتا رہا ہے۔ وہ ملک بہر حال کسی امیر کے سپرد ہے اس امیر کے تابع مختلف شعبوں کے سیکرٹری موجود ہیں ان میں اشاعت کا بھی ایک سیکرٹری موجود ہے۔ کیوں اسے پہلے خیال نہیں آیا کہ ہمارے ملک میں کب اور کس نوعیت کی نمائش کہاں کہاں لگے گی۔ ایک ملک جتنا وسیع ہو وہاں اتنی ہی زیادہ سالانہ نمائشیں لگنے کے امکانات ہوتے ہیں۔ اب مثلاً ہندوستان ہے وہاں مختلف صوبوں میں مختلف وقتوں میں ایسی نمائشیں لگتی ہیں اور جہاں جہاں بھی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان نمائشوں میں حصہ لینے کی توفیق ملی ہے وہاں آنے والوں پر بہت گہرے اثرات مترتب ہوئے ہیں۔ بعض مخالف علماء بھی ایسے تھے جو نمائش پر آئے اور سلسلہ کی خدمت کے کام دیکھ کر ان کی کایا پلٹ گئی۔ بعض متعصب ہندو لیڈر تھے۔ جو اسلام کا نام برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن وسیع نمائش تھی اس میں کسی اور دلچسپی کی خاطر آئے اتفاقاً جماعت احمدیہ کے سٹال پر بھی نظر پڑی اور جب انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر سرسری نظر سے جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کیا تو نہ صرف حیران رہ گئے بلکہ ایک متعصب لیڈر نے یہاں تک لکھا کہ میں تو اسلام کو کچھ اور سمجھا کرتا تھا اگر یہ اسلام ہے تو محبت کے لائق ہے چنانچہ یہ نمائشیں بہت اہمیت رکھتی ہیں لیکن یہ جو دستور کا رواج بن گیا ہے کہ چند دن پہلے کبھی ہندوستان کے کسی علاقے سے چٹھی آجائے کبھی کینیڈا یا امریکہ کے کسی علاقے سے چٹھی آجائے۔ کبھی جرمنی سے کبھی فرانس سے کہ اتنی دیر رہ گئی ہے اور ابھی تک نمائش کے لئے ہمارے پاس پورا مواد اکٹھا نہیں ہوا۔ یہ بہت ہی نامناسب بات ہے یہ بات جماعت کے وقار کے خلاف ہے جو امانتیں جن کے سپرد کی جاتی ہیں ان کا فرض ہے کہ ان امانتوں کا حق ادا کریں پہلے اس سے میں شعبہ اشاعت کو ہدایت کیا کرتا تھا کہ جو بھی خرچ ہو مجبوراً جلدی کتابیں بھجواؤ اب میں نے فیصلہ کیا ہے اور یہی جواب لکھوانے شروع کئے ہیں کہ کافی ملباعرصہ آپ کو ڈھیل دی جا چکی ہے اب اگر کوئی محرومی ہوگی تو اس کا گناہ آپ کے سر ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ دنیا کی ہر جماعت کی ساری ضرورتیں لازماً یہاں سے براہِ راست پوری کی جائیں۔ ہر ملک کی مرکزی ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں، اور کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ کہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور کہاں سوئے ہوئے ہیں جن کے سپرد شعبہ اشاعت ہے۔ انہوں نے کیوں اپنے ملک کا جائزہ نہیں لیا۔ کیوں نہیں دیکھا کہ کہاں کون سی جگہ سلسلے کی کتب کے تعارف کا اچھا موقعہ ہے صرف ملک کی وسیع پیمانے کی نمائش کا سوال نہیں ہے بعض لائبریریاں بھی نمائشیں کرتی ہیں۔ بہت سی ایسی تقریبات ہوتی ہیں جن میں حصہ لینے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلے کے لٹریچر کا بہت اچھا تعارف ہو سکتا ہے۔ تو یہ بھی ایک مثال ہے۔ تمام

سیکرٹریانِ اشاعت کا فرض ہے

کہ اشاعت کے ہر موقعہ پر نظر رکھیں اور دور کی نظر بھی رکھیں کہ فلاں سن میں فلاں بات ہونی ہے۔ اور اس کے لئے پہلے سے تیاری کریں جو بھی ضرورت ہوگی وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری کی جائے گی۔ یہاں لٹریچر اسی لئے شائع ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں تقسیم ہو کوئی صندوقوں میں بند کرنے کے لئے تو نہیں شائع ہوتا لیکن اب الزاماً طور پر الگ الگ بھجوانے کا سلسلہ بند ہوگا۔ کیونکہ یہاں بھی اللہ کے فضل سے جو کام ہو رہے ہیں اکثر رضا کارانہ ہیں۔ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو سلسلہ کے باقاعدہ خدمت گزار ہیں یعنی واقفین زندگی کے طور پر کام

کر رہے ہیں ایسے جو ہیں ان کے ساتھ بھی مددگار مستقل نہیں ہیں۔ اب شعبۂ اشاعت مثلاً مولوی منیر الدین صاحب شمس کے سپرد ہے سالہا سال تک بغیر کسی کلرک بغیر کسی معاون کے وہ سارا کام خود کرتے ہیں شروع میں مجھ سے شکایت کرتے رہے تو ان کو میں نے سمجھایا کہ اللہ کے فضل سے یہاں کی جماعت بہت اچھا مادہ رکھتی ہے اس میں صلاحیت موجود ہے۔ اپنی ٹیم خود بنائیں چنانچہ ٹیمیں بنانی شروع کیں اور خدا کے فضل سے اتنی اچھی ٹیمیں بننی شروع ہو گئیں کہ بڑے بڑے کام سالن ہو گئے اور یہی حال باقی دوسری چیزوں میں بھی ہے لیکن ان رضا کارانہ کام کرنے والوں پر ایک حد تک بوجھ ڈالا جا سکتا ہے اور دوسرے ملکوں میں بھی اگر سب اسی طرح کام کریں تو خدا کے فضل سے بہت بڑی تعداد میں جماعت کے اچھے رضا کار تربیت پا سکتے ہیں۔ اور آئندہ کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی اہلیت رکھ سکتے ہیں۔

اس ضمن میں میں تصنیف کا بھی ذکر کرتا ہوں شعبہ اشاعت اور شعبہ تصنیف کا گہرا رابطہ ہے اشاعت کا تو مطلب ہے کہ جو بھی لٹریچر تیار ہو اس کی مناسب تقسیم، اس پر نظر رکھنا کہ کون سی چیز کی کہاں کہاں ضرورت ہے اور وہ ضرورت ہر وقت پوری کرتے رہنا اپنا سٹاک ختم ہونے سے پہلے متعلقہ شعبوں سے رابطہ پیدا کرنا اور ان سے رابطہ کرنا فلاں وقت کے اندر اندر ہمارا سٹاک ختم ہونے والا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ کافی دیر پہلے اندازہ لگا کر یہ اطلاع دی جائے۔ بعض ملکوں کی طرف سے ایسی اطلاع ملتی ہے کہ قرآن کریم مثلاً فرانسیسی سٹاک میں بالکل نہیں رہا اور مطالبہ ہے سوال یہ ہے کہ ایک دن میں تو اچانک غائب نہیں ہوا تھا۔ ختم ہوتے ہوتے وقت لگتا ہے۔ رفتار کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس رفتار سے نکل رہا ہے تو اتنے مہینے کا سامان باقی ہے چند مہینے پہلے لکھنا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے یہاں بھی ختم کے قریب ہو اور اتفاقاً زیادہ مطالبے اکٹھے آجائیں کہ پھر نیا چھپوانے کی ضرورت پیش آجائے یہاں بھی میں نے متعلقہ عہدیداروں کو ہدایت کی ہے کہ اپنی ضرورت کا اندازہ چند مہینے پہلے رکھ کر مجھے ہر وقت مطلع کیا کریں تاکہ کبھی بھی ایسا نہ ہو کہ اچانک مطالبہ آئے اور ہم اسے پورا نہ کر سکیں مگر یہ ایسا کام ہے کہ ساری دنیا سے وسیع رابطے اور مسلسل رابطے رہنے ضروری ہیں اور دوسرے

شعبہ تصنیف کا کام

یہ ہے کہ سلسلے کی لٹریچر کی ضرورتوں پر نظر رکھے۔ مرکزی نظر تو ساری عالمی ضروریات پر رہتی ہی ہے لیکن مختلف نوعیت کی بعض فوری مقامی سطح کی ضرورتیں ہوا کرتی ہیں اور ان پر نظر رکھنا اس ملک کے سیکرٹری تصنیف کا کام ہے۔ مثلاً ایک ملک میں کسی خاص قسم کا فتنہ جماعت کے خلاف پھیلایا جا رہا ہے۔ خاص قسم کا ایک منصوبہ بنایا جاتا ہے جس کا بعض ملکوں سے تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً انگلستان میں ایک دفعہ یہ منصوبہ بنایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کا الزام لگا کر مختلف تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے خواہ بچے ہوں یا بڑے ہوں ان کو جماعت سے بدظن کیا جائے اور مسلمان علماء نے وہ لٹریچر تیار کیا اور انگریزی میں ترجمے کرا کر عیسائیوں میں تقسیم ہوا۔ اس قسم کے حربے مختلف ممالک میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوراً جوابی کارروائی ہوئی اور دیکھتے دیکھتے وہ مخالفانہ لٹریچر منظر سے غائب ہو گیا کیونکہ جو جواب سلسلے نے شائع کیا ہے اس کے بعد اعتراض کرنے والے کو کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ملتی اسے خود بھاگنا پڑتا ہے اور ہر شعبے میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو رعب عطا فرمایا ہے نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کا یہی مطلب ہے کہ ایسے دلائل عطا فرماتا ہے ایسی ترجیحی سلطان یعنی غالب آنے والی دلیل عطا کی ہے کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں اور یہ چونکہ ہمیشہ ہوتا چلا جا رہا ہے اس لئے رعب بنتا ہے رعب

کی ایک تاریخ ہوا کرتی ہے۔ رعب فرضی طور پہ آناً فاناً نہیں بن جاتا جو رعب دار لوگ ہیں مثلاً گھروں میں بھی ایسے والدین ہوتے ہیں جو رعب دار ہوتے ہیں۔ گھروں میں بھی ایسے والدین ہوتے ہیں جو بالکل بے رعب ہوتے اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ یہ باتیں اچانک، ایک دو دن میں نہیں ہوا کرتیں۔ رعب دار والدین کا ایک کردار ہے۔ لمبے عرصہ تک بچوں نے انہیں بعض حالتوں میں بعض ردّ عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے بعد رعب قائم ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ اس رعب کی مخالفت میں کوئی کام کرے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہام ہوا کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، اس کے پیچھے ایک لمبا کردار ہے اور اس کردار کی ہمیں حفاظت کرنی ہوگی ورنہ رعب جاتا رہے گا قرآن کریم نے بھی مسلمانوں کو بالعموم اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دیکھو یہ بات نہ کرنا ورنہ تمہاری ہوا نکل جائے گی۔ وہ ہوا جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے اسی کو ہم رعب کہتے ہیں تو اپنے رعب کی حفاظت کریں جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور وہ حفاظت اسی طرح ہوگی کہ جب دشمن حملہ کرتا ہے اور جہاں کرتا ہے تو ایسی شدید جوابی کارروائی ہو کہ لازماً دشمن کے پاؤں اکھڑ جائیں یہاں تک کہ وہ رعب قائم ہو اور بڑھتا رہے جس کے بعد کسی شریر کو جرأت نہ ہو کہ آتے جاتے خواہ مخواہ چھیڑ خانی شروع کرے اور خواہ مخواہ جماعت کی عزت پہ ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے۔

سیکرٹریان اشاعت کی بات ہو رہی ہے تو اس ضمن میں

ہر ملک کے علماء

کو بھی جو اس وقت ربوہ میں بیٹھے میری بات سن رہے ہیں ان کو ایک نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔ جماعت کے خلاف آج کل جو کارروائیاں ہو رہی ہیں ان کا لبِ لباب یہ ہے کہ ہر جگہ سے جماعت کے پاؤں اکھیڑنے کی خاطر سعودی عرب کے پیسے سے پاکستان کے ملّاں اور بعض دوسرے کارندے مل کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ مختلف ممالک میں عام مسلمانوں کو یہ تأثر دیں کہ آپ میں اور ان میں بڑا فرق ہے۔ ہم جو ان سے غیر معمولی سلوک کر رہے ہیں اس کی وجوہات ہیں۔ آپ عقیدے سے خواہ اختلاف بھی رکھتے ہوں پھر بھی ہم سب سے ملتے جلتے ہیں۔ ہم بالعموم مشترک قدریں رکھتے ہیں لیکن ان کا مزاج الگ، ان کے خیالات اور عقائد الگ اور اتنا فرق ہے کہ ہم مل کر سمو کر اکٹھے بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ اور یہ فرق خود انہوں نے اپنے اندر قائم کئے ہیں۔ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں کرتے۔ فلاں بات نہیں کرتے۔ ظفر اللہ خاں نے قائدِ اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ وغیرہ وغیرہ اور بار بار یہ تأثر زیادہ قوی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سارا قصور جماعت احمدیہ کا ہے۔ یہ خود الگ ہو بیٹھی ہے۔ اپنے عقائد مختلف بنا بیٹھی۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس کی جوابی کارروائی اس رنگ میں تو ہونی ہے کہ ان کے ہر اعتراض کا مؤثر جواب دیا جاتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کہاں جھوٹ بول رہے ہیں۔ جو سچی بات ہے اس کی توجیہ کیا ہے۔ کیوں ہم ایسا کرتے ہیں۔ اس کا شرعی جواز کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اب وقت ہے کہ جوابی حملہ کیا جائے ورنہ سنجیدہ جوابی کارروائی کا۔ عوام الناس پہ کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ اوّل تو ان تک یہ کتابیں پہنچتی نہیں۔ یہ پہنچیں بھی تو ان میں اتنا شعور ہی نہیں ہوتا کہ اعتراض اور اس کے جواب کا صحیح موازنہ کر سکیں۔ اس سے بڑی مشکل پیش آتی ہے اور پھر یوں لگتا ہے کہ باقی سب مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ہیں صرف جو محلِ نظر ہیں۔ ہمارے اسلام پر تو شک ہی کوئی نہیں۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کا جواب پڑھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ واقعہ سچے الزام ہیں یا جھوٹے الزام ہیں۔ ساری امت نے مل کر ان کو نکال باہر مارا ہے۔

ہم بھی سمجھ لیتے ہیں کہ چلو باہر کے ہیں تو باہر کے ہی رہیں۔ جو شرفاء ہیں ان پر بھی یہ اثر ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے اور اس نظر سے گہرا مطالعہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے جتنے دوسرے بڑے بڑے فرقے ہیں اگر اسی طرز پہ ان کے خلاف غیر مسلم قرار دیئے جانے کے مطالبے کئے جائیں تو ان کے خلاف مطالبات بہت زیادہ وزن رکھیں گے اور بہت زیادہ قوی دلائل یہ بتانے کے موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو امت سے کاٹا ہے۔ امت سے الگ ہوئے۔ ان کے عقائد دوسرے مسلمانوں کے مقابل پر اتنے خطرناک بن گئے کہ وہ اکٹھے رہ ہی نہیں سکتے۔ مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جیسے مکر وہ کرتے ہیں اس حد تک مکر کی اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکر اور خدعہ وغیرہ کے سلسلے میں پہل کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ جہاں جہاں قرآن کریم میں ہدایت ہے وہاں ابتداء دشمن کی طرف دکھائی گئی اور جوابی کارروائی اللہ کی طرف تو بعض ایسی باتیں ہیں جہاں ابتداء نہیں کرنی چاہیئے۔ خواہ مخواہ امت کے مزاج کو منتشر کیوں کیا جائے۔ خواہ مخواہ ایسی باتوں کو کیوں اچھالا جائے جن کے نتیجہ میں بعض لوگ بعض دوسروں سے بدظن ہوں لیکن جب کوئی آپ کے خلاف ایسا مکر کرے تو سنّت اللہ یہ ہے کہ جوابی مکر کرنا ضروری ہے اور اسی حد تک کیا جائے جس حد تک یہ کرتے ہیں۔ اعتداء کی اجازت نہیں تو علماء کو چاہیئے کہ اب یہ کتابیں لکھیں کہ کیوں بریلویوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ کیوں وہابیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ کیوں شیعوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔ کیوں فلاں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے اور کیوں فلاں کو اور کیوں اسماعیلیوں کو اور کیوں دوسرے شیعہ اور سنّی فرقوں کو باری باری اسلام سے نکال کر باہر مارا جائے۔ اس نہج پر الگ الگ مطالبے کی کتابیں بننی چاہئیں۔ جماعت وہ مطالبہ نہیں کرے گی۔ جماعت بتائے گی کہ اس طرح مطالبے ہوتے ہیں۔ جماعت امتِ مسلمہ کو سمجھائے گی کہ جس طریق پر تم نے ہمارے خلاف مطالبے سنے اور ان کو اپنے ذہنوں میں جگہ دی اب اسی طریق پہ دوسرے مطالبے بھی دیکھو۔ اب ہماری باری ہے کہ ہم نہیں بتائیں کہ ہم سے کیا ہوتا رہا ہے۔ جب ہم سے ہوتا تھا تو تمہارے کان پر جوں بھی نہیں رینگی۔ اگر رینگی تو فساد کی جوں رینگی ہے۔ ہم فساد کی خاطر نہیں مگر تمہیں سمجھانے کی خاطر کہ یہ چوٹ جب تم پر پڑے گی اور تمہارے دلوں کو مجروح کرے گی تو اس وقت تم کیا سوچو گے اور تم کیسے اپنے دفاع کی کوشش کرو گے۔

اس سلسلہ میں بہت محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرے فرقوں کے مسلمان علماء نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ کوئی دیوبندی مذہب ہے۔ کوئی بریلوی مذہب ہے۔ کوئی فلاں مذہب ہے۔ کوئی فلاں مذہب ہے اور جتنا آپ تاریخ کے ورقوں کو کھود کر نکالیں گے اتنا ہی بہت زبردست لٹریچر اس معاملہ میں تیار آپ کو ملے گا۔ ایک زمانہ تھا جب ہندوستان میں وہابیوں کو دنیا کی بدترین مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ ایسی نفرت تھی کہ ایک دفعہ ایک گاؤں میں جو مسلمانوں کی اکثریت کا گاؤں تھا، ایک سکھ کی دوکان بہت چل پڑی اور جو دوسرے مسلمان دوکاندار تھے ان کی کوئی پیش نہیں جاتی تھی۔ انہوں نے بہت کہا کہ دیکھو جی! یہ سکھ ہیں اور ہم مسلمان ہیں اور تم ہمیں چھوڑ کر سکھوں سے سودا لیتے ہو۔ وہ صاف ستھرے لوگ تھے۔ دیانتدار تھے۔ اچھا سودا بیچتے تھے اس لئے لوگ ان سے لیتے رہے۔ آخر ایک آدمی کو ترکیب سوجھی۔ اس نے کہا کہ تم یہ پروپیگنڈا کرو کہ یہ سکھ وہابی ہو گیا ہے۔ پھر دیکھنا لوگ سودا لینا چھوڑ دیں گے چنانچہ جب یہ اعلان ہوا کہ سکھ وہابی ہو گیا ہے تو سارے گاؤں میں بائیکاٹ۔

ہو گیا۔

آج جب یہ کہتے ہیں کہ احمدی ہو گیا ہے، اس کا بائیکاٹ کردو کل یہی ملاں تھا جو وہابی ہو گیا کہہ کر بائیکاٹ کروایا کرتا تھا۔ بریلوی ہو گیا کہہ کر بائیکاٹ کروایا کرتا تھا۔ شیعہ ہو گیا کہہ کر بائیکاٹ کرواتا تھا۔ سنی ہو گیا کہہ کر بائیکاٹ کرواتا تھا۔ ان کو ان کی تاریخ تو یاد دلوائیں۔ ابھی بنگلہ دیش سے مثلاً یہ اطلاع ملی کہ

راجشاہی میں جماعت کی نئی تعمیر ہونے والی مسجد

جو ابھی اپنی تکمیل تک پہنچ رہی تھی۔ اس پر ملانوں نے اور ان کے چیلے چانٹوں نے ۱۵۰۰ کی تعداد میں حملہ کیا اور نہ صرف منہدم کیا بلکہ بنیادوں کی ایک ایک اینٹ بھی اکھاڑ کر لے گئے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ یہ بدبخت لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہؐ کی امانت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اس کے امین بنائے گئے ہیں۔ ایسی چوری اور ایسی ذلیل حرکت کہ خدا کے گھر کی اینٹیں بھی چرا کر لیجائیں اس کو انہوں نے امانت قرار دے رکھا ہے۔ ان سے تو اللہ نپٹے گا لیکن اعلان وہاں یہ کر رہے ہیں کہ یہ اس لئے ہم پر فرض ہے کہ قرآن کریم نے مسجد ضرار کا ذکر کر کے ہم پر فرض عائد کر دیا ہے کہ ہر وہ مسجد جہاں سے ہم سمجھیں کہ فساد ہو رہا ہے یعنی ہمارے نقطۂ نگاہ سے اس مسجد کی تعمیر فساد پر مبنی ہے تو اُسے برباد کر دیں۔ اُس کو جلا دیں مسجد ضرار کی مثال بیان کر کے اخباروں میں یہ اعلان کر کے کھلے عام مسلمانوں کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ احمدیوں کی مسجدیں منہدم کرو اور لوٹو۔ مارو۔ جو چاہو کرو۔ عین جائز بلکہ باعث ثواب ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسجد ضرار کیا تھی۔ کس حد تک قرآن کریم نے عبادت گاہوں کو جلانے یا منہدم کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہ الگ بحثیں ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ میں تفصیلی خطبہ بھی دے چکا ہوں۔ بنگلہ دیش کو ہدایت دی جا چکی ہے کہ آپ کو کس قسم کی جوابی کارروائی کرنی چاہیئے لیکن میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب ہمیں ان معاملات میں بھی جس حد تک قرآن کریم نے اجازت دی ہے کچھ جارحانہ کارروائی کرنی چاہیئے اگر ان کی اس دلیل کو توڑنا ہے تو محض دلائل سے نہیں توڑا جائے گا۔ اب کھوج سے ان کی گندی تاریخ کو نکال کر عوام کے سامنے پیش کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ بتانا پڑے گا کہ جب سے اسلام قائم ہوا ہے ان ملانوں نے مسجد ضرار کہہ کر یا فتنے کی مسجد کہہ کر آج تک کس کس ملک میں کتنی مسجدیں جلائی ہیں اور کتنی مسجدیں برباد کی ہیں۔ کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جس کی مسجدیں پہلے توڑی اور منہدم نہ کی گئی ہوں اور ان کو جلا کر خاکستر نہ کیا گیا ہو۔ ایک بھاری تاریخ ہے۔ اگر مسجد ضرار کا یہی معنی ہے تو پھر ان ملانوں کے تعامل سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر دوسرے فرقے کی مسجد کو جلا دے اور برباد کرے اور منہدم کر دے۔ ایسی ظالم قوم ہو چکی ہے کہ ان کے اوپر تو بعض دفعہ غصہ آتا ہے تو سخت لفظ استعمال کرنے کو دل چاہتا ہے مگر ہمیں تحمل کی تعلیم ہے۔ صرف ایک بات ہے جو ہم کر سکتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجیں جنہوں نے اس زمانے کے ملانوں کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا کہ

شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ

پر کبھی نہیں فرمایا کہ وہ انسانوں میں سے بدتر ہوں گے بلکہ فرمایا کہ اُس زمانے میں آسمان کے نیچے ذلیل ترین مخلوق ہوں گے۔ ہمیں خود کوئی گالی دینے کی کیا ضرورت ہے۔ امت کے مالک، امت کے بادشاہ نے ان کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ یہی حدیث ہے جو عوام الناس کے سامنے جانی چاہیئے کہ تم کدھر جا رہے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی قیادت میں تم ہر ظالمانہ کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوتے چلے جاتے ہو۔ ہر بدی بات کے لئے آگے بڑھتے ہو۔

شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ

کا ایک مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ جب شر کی طرف بلاتے ہیں تو اُس وقت لوگ ان کی آواز پر لبیک کہتے ہیں یعنی شر کرنے کی طاقت ہے۔ نیکی کی طاقت نہیں ہے جب نیکی کی طرف بلاتے ہیں تو سارے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ کوئی آواز ان کی نیکی کی دعوت پر لبیک نہیں کہتی۔ میں نے پہلے بھی بارہا توجہ دلائی ہے کہ پاکستان کو تو چھوڑیئے۔ پاکستان کے صرف ایک چھوٹے سے قصبے کے علماء مل کر اور باقی علماء کی مدد لیکر وہاں سے گندگی، فساد، فتنہ، بددیانتی، رشوت، چوری، ڈاکہ، ظلم و ستم، جھوٹ ان کے قلع قمع کے لئے جہاد شروع کر کے دکھائیں۔ مجال ہے جو کوئی ان کی بات مان جائے لیکن کسی دوسرے کے اوپر ظلم کی تعلیم دے کر دیکھ لیں، اس کا مال لوٹنے کی تعلیم دے کر دیکھ لیں۔ اس کا گھر جلانے کی تعلیم دے کر دیکھ لیں۔ کس طرح مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے۔ کس طرح لوگ آگے بڑھ بڑھ کر اس عظیم قربانی میں حصہ لینے کے لئے پیش پیش آتے ہیں۔ یہ مطلب ہے

شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ

آسمان کے نیچے اگر جانوروں کو بھی دیکھا جائے تو واقعۃً کوئی جانور شر کی اتنی صلاحیت نہیں رکھتا اور پھر جانور کے ساتھ اگر شر وابستہ ہے تو خیر بھی وابستہ ہے مگر اس زمانے کے ملاں کا کیسا دردناک حال ہے۔

کیسا عجیب نقشہ ہے

جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے چودہ سو برس پہلے کھینچ کر رکھ دیا کہ

شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ

میں ان کو کوئی انسان بھی قرار نہیں دیتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آسمان کے پردے کے نیچے وہ شریر ترین مخلوق ہیں یعنی ان میں شر کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ نیکی پیدا کرنے کی کوئی صلاحیت موجود نہیں۔ پس یہ ایک صلائے عام ہے۔ تمام دنیا کے علماء اس میں مخاطب ہیں۔ بعض ملکوں کے زیادہ شریر ہیں۔ بعضوں کے کم ہیں۔ بعض ملکوں میں شریف علماء کی نسبت بہت زیادہ ہے لیکن اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جہاں بھی یہ اطلاق پاتی ہے آسمان کے جس حصے کے نیچے ایسے بدترین لوگ ہیں ان کی تعریف یہ ہے کہ ان کی شر کی آواز پر تو لبیک کہا جائے گا لیکن ان کی خیر کی آواز میں کوئی طاقت نہیں ہوگی۔ پس پاکستان اور بنگلہ دیش کے جو علماء ہمارے سامنے ننگے ہو کر آ چکے ہیں ان سے ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اثر سے نکلنا ہے تو نکل کے دکھائیں۔ دنیا پر ثابت کریں کہ نیکیوں کی تعلیم پر بھی لوگ لبیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن آپ کی کوئی پیش نہیں جائے گی۔ آپ عالم اسلام سے کوئی ایک بدی بھی دور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ آپ کو اس پر مامور نہیں فرمایا گیا اور کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جھٹلانے کی آپ کو استطاعت نہیں ملے گی۔ شر آپ سے وابستہ ہے اور شر ہی کرتے چلے جائیں گے اور اسی حالت میں آپ نے جانا ہے دنیا میں۔ پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ امانت کیا ہوتی ہے۔ پھر امانت کے نام پر آپ کو بلایا جائے گا اور اُس وقت آپ کی پیٹھوں کے پیچھے جھنڈے لگیں گے جو خائنوں کے جھنڈے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھائے گئے کہ ہر بد ترین خائن کے پیچھے ایک جھنڈا لگے گا اور بتایا جائے گا کہ اس نے کس کس امانت میں خیانت کی تھی۔ عبادت گاہوں کی حرمت کو قائم کرنا، ان کا احترام کرنا تو اسلام کی امتیازی شان تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تو قرآن کریم میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس جگہ تو نماز نہ پڑھ۔ تیری شان کے لائق نہیں۔ حدیثوں میں بعد کی جو کارروائی درج ہے اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ کارروائی واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے اشارے پر ہوئی ہے۔ آج جبکہ ان ملانوں کے نزدیک وحی کے رستے ہی بند ہو

چکے ہیں تو ان کو کون اشارے کر رہا ہے۔ ان کا تو عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اب وحی کے ذریعہ کوئی پیغام نہیں ملے گا لیکن ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیطانی دجبال جاری ہیں۔ شیطانی القاء کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اب بتائیں کہ یہ مسجدوں کو کس القاء پر منہدم کرتے ہیں۔ کون ہے جو ان کو اشارے کر رہا ہے اور ان کو دکھا رہا ہے کہ اس مسجد کو بھی برباد کردو اور اس مسجد کو بھی برباد کردو۔ اندھیر نگری ہے۔ ان لوگوں کو کوئی حیا نہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس طرح اسلام کو کتنا بدنام کرتے ہیں اور اسلام کے دفاع کے لئے کوئی دلیل باقی نہیں رہنے دیتے۔

اب دیکھ لیجئے کہ بابری مسجد کا جو سلسلہ ہے وہاں ایک مشرکانہ حکومت قائم ہے۔ اس حکومت کی ساکھ داؤ پر لگ گئی ہے۔ اس حکومت کو مشرک اکثریت کی طرف سے چیلنج دیا جا رہا ہے کہ ہمیں یہ مسجد منہدم کرنے دو ورنہ ہم ملک میں بغاوت کی آگ بھڑکا دیں گے اور تمہاری حکومت کو پارہ پارہ کردیں گے لیکن آج تک تو وہ حکومت اس اصول پر قائم ہے اور اس بات پر قائم ہے کہ خدا کے نام پر بننے والی عبادت گاہوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ یہ مشرکوں کا حال ہے لیکن پاکستان میں کتنی مسجدیں ہیں جو منہدم کی گئیں۔ خدا کے کتنے گھر ہیں جو مسمار کئے گئے۔ کتنے ہیں جن کو ان لوگوں کو واپس کیا گیا اور ان کے نقصانات کی ذمہ داری قبول کی گئی۔ انہیں دوبارہ آباد کرکے دکھایا گیا۔ حال یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا یہی پاکستانی ملاں ہے جس نے بنگلہ دیش میں پہنچ کر فساد برپا کروایا ہے اور بڑے ہی قابل اعتماد ذرائع سے یہ خبریں مل رہی ہیں کہ ISI کے ٹرینڈ (TRAIND) فتنے پیدا کرنے والے اس وقت ڈھاکہ میں کام کر رہے ہیں اور ان کی مدد سے باقاعدہ اپریشن پلین (PLAN) ہو رہے ہیں کہ اب ڈھاکہ کی مسجد، پھر راجشاہی کی، پھر فلاں جگہ کی پھر فلاں جگہ کی اور حکومت اس میں ملوث ہے۔ حکومت کا ملوث ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حملے کے وقت اچانک تو ہو سکتا ہے کہ دفاع کی طاقت پیدا نہ ہوئی ہو اور اتنے ذرائع نہ ہوں کہ اس حملے کو روکا جا سکتا ہو لیکن ساری مسجد کو منہدم کرنا، ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر دوسری جگہ پہنچانا، بنیادیں کھودنا، بنیاد کی ساری اینٹیں چرانا، یہ کام کوئی ایک دو گھنٹے کی بات تو نہیں تھی۔ ایک دن لگا ہے یا چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے لگے ہیں۔ ٹرک کرایہ پر لئے گئے ہیں۔ اتنا بڑا ملبہ ایک جگہ سے ڈھو کر دوسری جگہ پہنچانا یا گھروں میں تقسیم ہونا بڑا وقت چاہتا ہے تو ایک امانت ہوتی ہے خاموشی امانت کہ تم کرتے چلے جاؤ ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ میں آنکھیں بند کرنے والوں کو بھی بتاتا ہوں کہ ان شریروں نے جنہوں نے یہ فساد برپا کئے ہیں اور خدا کے گھروں پر حملے کروائے ہیں انہوں نے تو اپنی عاقبت کو ہمیشہ کے لئے برباد کر دیا ہے۔ ان کا انجام تو ان کو قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کیا ہے اور کیسے خائنوں میں ان کا شمار ہوگا لیکن آنکھیں بند کرنے والے بھی قیامت کے دن اندھے اٹھائے جائیں گے۔ ان سے بھی خدا کے فضل آنکھیں بند کریں گے اور خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن ایسے لوگوں سے منہ پھیر لوں گا۔ خدا کی آنکھیں تو بند نہیں ہوتیں۔ خدا اعراض فرماتا ہے۔ پس ایسے لوگوں سے اعراض کیا جائے گا۔ یہ جو باتیں ہیں کیونکہ قرآن کریم نے جہاں شریعت کو امانت قرار دیا ہے۔ مذہب کو امانت قرار دیا ہے وہاں دنیا کی حکومتوں کو بھی تو امانت ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ

(سورۃ النساء: آیت ۵۹)

کہ امانت کا تعلق صرف مذہب سے نہیں ہے دنیاوی امور میں بھی ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ جب حکومت بنانے پر آؤ اور ووٹ مانگے جائیں

تو امانت کا حق اس کے اہل کو دیا کرو اور جب حکومت بن جائے تو فرمایا کہ

وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ

جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو عدل سے حکومت کرو۔ انصاف سے حکومت کرو۔

یہ عجیب بات ہے کہ قرآن کریم میں جو طرز حکومت بیان کی گئی ہے وہ

عدل پر مبنی حکومت

بیان کی گئی ہے شریعت پر مبنی حکومت بیان نہیں فرمائی گئی۔ جہاں دنیاوی حکومت کا مضمون آئے گا وہاں آپ ہمیشہ عدل کے مضمون کو ساتھ دیکھیں گے اور عدل کی حکومت دراصل مثالی سیکولر حکومت ہی کو کہتے ہیں۔ اگر عدل سے حکومت کی جائے تو مذہب کی تفریق کو دخل اندازی کی اجازت ہی نہیں مل سکتی۔ پس جس جس نے بھی عدل کی خیانت کی ہے اس نے قرآن کی خیانت کی ہے۔ اس امانت کی خیانت کی ہے جو خدا نے ہر حاکم کے اوپر ڈال دی ہے تو کچھ معاملے تو اس دنیا میں طے ہوں گے اور کچھ معاملے اس دنیا میں طے ہوں گے مگر قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی ناانصافیوں کے بدلے اس دنیا میں بھی ضرور دیئے جاتے ہیں اور دنیا اور آخرت دونوں میں سزا ملتی ہے۔ بہرحال یہ مضمون سمجھا کر میں پھر واپس اسی مضمون کی طرف آتا ہوں کہ ہم نے امانتوں کے حق ادا کرنے ہیں۔ خائن لوگوں کی تقدیر کے فیصلے خدا فرمائے گا اور قرآن کریم نے وہ فیصلے آج ہی لکھ چھوڑے ہیں۔ قرآن کی تحریر کو دنیا میں کوئی بدل نہیں سکتا لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمیں لازماً امانت کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ امانت ہی میں جماعت احمدیہ کی بقاء ہے۔ امانت ہی کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس دنیا میں بھی سرخروئی نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی نصیب ہوتی ہے۔ امانت کے بغیر نظام جماعت کا کوئی تصور ہی باقی نہیں رہتا۔ پس پہلے تو اپنی ذاتی امانتوں کی روزمرہ کے معاملات میں حفاظت کریں۔ آپ کو دنیا کے معاملات میں بھی اور دین کے معاملات میں بھی امین بنایا گیا ہے۔ دنیا کے معاملات میں بچوں کی امانت ہے۔ بیوی کی امانت ہے۔ دوستوں کی امانت ہے۔ تجارت کے معاملات میں ایک دوسرے کی امانتیں ہیں۔ ان ساری باتوں میں امانت کا حق ادا کریں۔ امین بن جائیں جب امین بنتے ہیں تو پھر خدا کی امانت کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ جب تک آپ دنیا میں امین نہیں بنیں گے اللہ کی امانت کو اٹھانے کی اہلیت ہی آپ میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بچپن سے جو امین کہا جاتا تھا تو دراصل اسی وقت اعلان ہو گیا تھا۔ دنیا میں لوگوں کے منہ سے جو باتیں نکل رہی تھیں کہ یہ امین ہے، یہ امین ہے۔ جس گلی سے گزرتے تھے امین امین کی آوازیں اٹھتی تھیں، یہ مستقبل میں ہونے والے ایک عظیم واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔ یہ بتایا جا رہا تھا کہ خدا اپنی امانت امینوں کے سپرد فرمایا کرتا ہے اور آج اگر کوئی امانت کا اہل ہے تو یہ شخص ہے۔ لوگوں کے متعلق مرنے کے بعد، اپنے مراتب کو حاصل کرنے کے بعد امین ہونے کے دعاوی تو آپ سنتے ہی ہیں۔ بعض دفعہ کسی بڑے عہدیدار کے متعلق اس کے کام ختم کرلے کے بعد، اس کے گزر جانے کے بعد تاریخ گواہی دیتی ہے کہ وہ امین تھا اور بعضوں کے متعلق اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ امین تھا جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق قوی امین فرما کر آپ کی بہت عزت افزائی فرمائی گئی۔ ہمیشہ کے لئے دنیا کو موسیٰؑ کا مقام بتا دیا گیا کہ وہ قوی بھی تھا اور امین بھی تھا۔ قوی اس لئے ساتھ جوڑا گیا ہے کہ امانت کی حفاظت کے لئے قوت کی بھی ضرورت ہے اور جو کمزور لوگ ہوں وہ امانت کی حفاظت نہیں کیا کرتے نہ کر سکتے ہیں یہ وہ گواہی ہے جو بعد میں دی گئی ہے۔ میں نے جہاں تک نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے میرے علم میں ایک بھی ایسا نبی نہیں آیا جس کی قوم نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ اس کے نبی بننے سے پہلے لوگ اس کو امین کہا

کرتے تھے۔ سارے مذاہب کی تاریخ کا آپ مطالعہ کرلیں۔ کچھ نبی ایسے تھے جو خدا بنا لئے گئے۔ کچھ خدا کے بیٹے بنا لیے گئے مگر سارے عالم میں چراغ لیکر ڈھونڈیں میرے آقا محمد جیسا نہیں کہیں نظر نہیں آئے گا۔ وہ ایک ہی نبی اور ایک ہی نبی ہے جس کے متعلق بچپن ہی سے ساری قوم گواہیاں دیتی تھی کہ یہ امین ہے۔ یہ امین ہے یہ امین ہے یہ امین ہے۔ پس آپ کو اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں آپ امین بنتے ہیں تو خدا کی امانت اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس کے بغیر آپ امانت کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ پس روزمرہ کی امانت کا ذکر چلا کر اب میں دینی امانتوں کی طرف اس لئے آرہا ہوں کہ پہلے اپنے اندر امانت کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت پیدا کریں۔

روزمرہ کے معاملات میں امین بنیں۔

تب اس لائق بنائے جائیں گے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کی امانت میں آپ کے مددگار بن سکیں اس کے بغیر نہیں۔ پس اگلی امانتیں یا دینی امانتیں جو ہیں ان کا سفر شروع ہوتا ہے، ووٹ دینے کے ساتھ مثلاً۔ جماعتوں میں جہاں جہاں بھی عہدیدار چنے جاتے ہیں وہاں امانت کے ساتھ فیصلہ کرنا کہ کون اہلیت رکھتا ہے بہت ہی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے جو فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے تو دیکھیں کس لطافت کے ساتھ اس مضمون پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ ووٹ دینا دراصل مشورے کا ہی ایک رنگ ہے۔ عوامی مشورے ووٹ کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں تو آپ نے ووٹ کے ذکر کے ساتھ تو امانت کا ذکر نہیں فرمایا لیکن ہر مشورے میں امانت کو لازم قرار دے دیا اور ہر مشورہ دینے والے کو امین ٹھہرایا یعنی یہ بتایا کہ تمہیں امین ہونا پڑے گا اور یہ مضمون ووٹ والے مضمون سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ پس ووٹ بھی مشورے کی امانت کا ایک اظہار ہے۔ دینی معاملات میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو امین ہو کر ووٹ کا حق استعمال کرنا چاہئے اور تمام دوستیاں، تمام تعلقات، تمام دشمنیاں، تمام عداوتیں اس وقت بھول جایا کریں۔ یہ دیکھا کریں کہ آپ کے نزدیک یہ شخص اہلیت رکھتا ہے کہ نہیں یعنی آپ کے نزدیک ان معنوں میں کہ خدا کی امانت کا حق ادا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ آپ کے تعلقات کا حق ادا کرنے کی اہلیت کا سوال نہیں ہے یہ امانت ہے۔ پھر جب عہدیدار بنائے جاتے ہیں تو وہ امین ہیں ان کا فرض ہے کہ ذمہ داریوں کی تفصیل میں جائیں معلوم کریں۔ کھوج لگائیں کہ کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے تفصیلی سے ہمیں ہدایتیں دی ہیں آپ اس معاملے میں بھی تمام دنیا کے مورخوں کو، تمام دنیا کے مذاہب کے پیروکاروں کو چیلنج دے سکتے ہیں کہ کوئی ایک نبی یا دس یا بیس یا سو نبی ملا کر دکھا دو کہ جس نے اپنی امت کو اس تفصیل سے نیکیوں کی ہدایت کی ہو اور برائیوں سے روکا ہو۔ بعض جاہل اسی بات پر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں کہ اتنی تفصیل سے حکم دے دیئے حالانکہ یہ دراصل حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کے امین ہونے کی عظمت کا نشان ہے۔ ایسا امین دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا کہ جس نے اس گہرائی سے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور تفصیل سے کھوج لگائے کہ خدا نے جو مجھے امین بنایا ہے تو کن کن اخلاق کا امین بنایا ہے۔ کس کس برائیوں سے روکنے پر مجھے امین مقرر فرمایا گیا ہے۔ تفصیل سے جا کر ایک ایک پہلو پر نظر ڈالی ہے یہاں تک کہ زندگی کا کوئی پہلو باقی نہیں رہا جس پر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے اپنی امانت کا حق ادا نہ کیا ہو۔ اب جماعت کے جس سیکرٹری کو اپنے شعبہ کا ہی پتہ نہ ہو کہ یہ ہے کس بلا کا نام، مجھے کیا کیا کرنا چاہئے وہ کیسے امین بن سکتا ہے۔ کیسے امانت کا حق ادا کر سکتا ہے۔ تصنیف کی بات ہو رہی تھی تو تصنیف کے سلسلہ میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس ملک میں کیا کیا علمی تحریکات ایسی چل رہی ہیں، کیا کیا ایسے علمی رجحانات ہیں جن کا اسلام کی سچائی سے منفی یا مثبت تعلق باندھا جا سکتا ہے۔ بعض اسلام کے خلاف سازشیں

ہو رہی ہیں۔ بعض ایسی نئی ایجادات ہیں، بعض ایسے نئے علمی رجحانات ہیں، بعض ایسے انکشافات ہیں جو اسلام کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اس پر سیکرٹری کا کام ہے کہ وہ کمیٹیاں مقرر کرے۔ نوجوانوں کو اکٹھا کرے۔ ان کے سپرد کام کرے۔ کہ دیکھو فلاں اخبار میں یہ بات آئی تھی۔ ہمیں اس کی پیروی کرنی چاہئے کھوج لگا کر آخر تک پہنچنا چاہیئے۔ ہمیں اس کے تمام پہلوؤں کے اوپر حاوی ہو جانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں میں انگلستان کی مثال پیش کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے اس جماعت نے ہر پہلو سے نہ صرف بڑی بڑی ظاہر باتوں میں ترقی کی ہے بلکہ باریک پہلوؤں میں بھی ترقی کی ہے۔ اب مثلاً تصنیف کا پہلو ہے اس سلسلہ میں میں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کو بلا کر سمجھایا کہ دیکھیں آپ نوجوانوں کی ٹیمیں بنائیں میں آپ کو کام دیتا ہوں ان کے سپرد کریں۔ مثلاً DEAD SEA SCROLLS ہیں ان کے متعلق بہت تحقیق ہونے والی ہے اور ہم عموماً غیروں کی تحقیق کا ماحصل سن کر اسی پر بس کر جاتے ہیں حالانکہ اکثر غیر جن مشاہدات پر اپنے نظریات کی بنیاد رکھتے ہیں اُن مشاہدات کے تمام اشاروں کو قبول نہیں کرتے۔ بعض ایسے ہیں کہ جو خدا کے حق میں اشارے ہو رہے ہیں وہ اُن کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جہاں خدا کے خلاف ہوتا ہو اکوئی اشارہ دکھائی دے اس کو اچھالتے ہیں۔ بعض اسلام کے حق میں ہونے والے اشاروں سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اسلام کے خلاف کوئی دور کا اشارہ بھی دکھائی دے تو اس کو نکالتے اور اچھالتے ہیں تو ان کو میں نے سمجھایا کہ احمدی نوجوانوں کو یہ عادت ڈالیں ٹیمیں بنائیں کہ وہ مل جل کر ان تمام علمی رجحانات پر نظر رکھیں جہاں کوئی خبر آئے وہاں ایک ٹیم بن جائے اور وہ اس خبر کا کھوج لگائے۔ آخر تک پہنچیں۔ وہ حقائق معلوم کریں۔ اگر وہ زبان مختلف ہے تو وہ زبان سیکھنے کے لئے بعض لوگ آمادہ ہوں اور اسی طرح کے اور بہت سے پروگرام ان کے سپرد کئے اور میں پورے اطمینان کے ساتھ بتاتا ہوں کہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی امانت کا خوب حق ادا کیا اور جتنے نوجوان اس معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے بھی خوب حق ادا کیا۔ دل کی گہرائیوں تک میں ان کے کام سے راضی ہوا۔ وہ ٹیمیں بنا کر آتے ہیں مجھ سے ملتے ہیں۔ بتاتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا کھوج نکالے۔ کن کن کتب کا مطالعہ کیا۔ اب ہم مزید کیا کام کر رہے ہیں۔ کن پروفیسروں سے رابطے کئے ہیں۔ کن کن ماہرین آثار قدیمہ سے تعلق بڑھائے ہیں۔ غرضیکہ علم کا پورا ایک نیا جہان ہے جو کھلتا چلا جا رہا ہے اور جماعت کے آئندہ استعمال کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بہت عمدہ مواد ہاتھ آئے گا۔ اب تک ہم یہی کرتے رہے ہیں کہ جہاں کسی نے اتفاق سے ہماری تائید میں کوئی بات لکھ دی اُسے قبول کر لیا اور ان رستوں میں داخل ہو کر دیکھا ہی نہیں جن رستوں میں ان کو ہماری تائید کا کوئی ہیرا ہاتھ آیا تھا۔ بہت سے ایسے مضامین یعنی تائیدی شواہد ہیں جو مختلف جگہوں پر دفن ہوئے پڑے ہیں۔ ہمیں ان کا کھوج لگانا ہوگا۔ پس سیکرٹری تصنیف کا یہ کام ہے کہ اس طرح کھوج لگائے۔ اسی ضمن میں میں نے امریکہ کو بھی ہدایت دی کہ آپ وہاں کچھ رابطے قائم کریں۔ امیر صاحب نے جن لوگوں کے سپرد کئے ان کی رپورٹیں ملی ہیں۔ اللہ کے فضل سے انہوں نے بھی اچھا کام کیا ہے مگر ساری دنیا میں مقامی ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بین الاقوامی اسلامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کی ٹیمیں بنانی ہوں گی۔ اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اور مضمون لمبا ہے۔ میں انشاء اللہ باقی باتیں آئندہ جمعہ میں پیش کروں گا۔

پاکستان سے مجھے ایک خط یہ ملا تھا کہ اللہ کے فضل سے خطبات کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے اور بڑی عمدہ آواز اور عمدہ تصویریں پہنچ رہی ہیں لیکن آپ وقت ختم ہونے یعنی ۲؍۱ ۲ بجے کے بعد بعض دفعہ کچھ دیر باتیں کرتے ہیں تو ہمارا یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور محرومی کا احساس ہوتا ہے اس لئے آپ وقت کا بھی خیال رکھیں اور اگر مضمون لمبا ہو تو کچھ پہلے شروع کر دیا کریں۔ بات یہ ہے کہ مضمون سارے ہی بڑے لمبے ہیں۔ اس لئے پہلے شروع کروں گا تو پھر کبھی یہی مشکل پیش آئے گی تو وقت پر شروع کرنے دیں وقت پر ختم کرنے دیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے (ادارہ)

جماعت احمدیہ کی بنیاد کا تاریخی دن

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ

کوئی واقعہ زمین میں رونما نہیں ہوتا جب تک آسمان پر اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ بعض بندگانِ دین مثلاً علامہ محمد بن نعمان شیخ مفید (ولادت ۹۵۰ء وفات ۱۰۲۲ء) اور علامہ فضل بن حسن طبرسی طوسی امین الاسلام (متوفی ۱۱۵۳ء) اور تیرہویں صدی ہجری کے مشہور فاضل و محقق علامہ مومن بن حسن مؤلف نور الابصار رقمطراز ہیں کہ قدیم آثار و روایات کے مطابق مہدی موعود علیہ السلام طاق سن میں ظہور فرمائیں گے اور آپ کے اسم گرامی کا اعلان بذریعہ جبرائیل ۲۳ تاریخ کو کیا جائے گا۔ یہ آسمانی نوشتہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حیرت انگیز رنگ میں پورا ہوا جبکہ خدائے ذوالعرش کے ربانی حکم سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ لدھیانہ شہر فی الحقیقت "بابِ لُدّ" کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ یہیں برطانوی حکومت نے پنجاب کا پہلا عیسائی مشن ۱۸۳۵ء سے قائم کر رکھا تھا۔ یہیں سے فتنۂ صلیب اٹھا اور یہیں سے کسرِ صلیب کے عالمگیر منصوبہ کا آغاز ہوا۔

اُس زمانہ میں خادمین حرمین شریفین سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی حکومت کے بادشاہ اور شریف عون الشریف مکہ مکرمہ کے امیر تھے۔ ایران میں ناصر الدین قاچار، افغانستان میں امیر عبدالرحمٰن خان اور مراکش میں سلطان عبدالعزیز برسرِ اقتدار تھے اور جرمنی پر قیصر ولیم دوم، روس پر نکولس ثانی، امریکہ میں بنجمن ہیریسن اور برٹش ایمپائر پر ملکہ وکٹوریہ کی حکمرانی تھی۔ وائسرائے ہند لارڈ لینسڈاؤن اور گورنر پنجاب سر جیمز براڈ وڈ لائل تھے ہر طرف یاجوج ماجوج کی خوفناک طاقتیں مسلط ہو چکی تھیں اور مسلمانانِ عالم کا زوال اور نکبت و ادبار انتہا تک پہنچ چکا تھا اور دینِ محمدی کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ ے

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یعنی افواجِ یزید کی طرح ہر طرف کفر جوش مار رہا ہے اور دینِ حق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مانند بیمار و بیکس ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ علیہ السلام کی خدمت میں لدھیانہ کے بعض مخلصین نے پانچ سال قبل بیعت کی درخواست کی مگر آپ نے فرمایا لَسْتُ بِمَامُوْر کہ میں مامور نہیں۔ یہ ۱۸۸۴ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔ ازاں بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ کے لختِ جگر سیدنا محمود المصلح الموعودؓ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اذنِ الٰہی سے اسی دن قادیان سے دعوتِ بیعت کا عام اشتہار دیا جس میں دس شرائطِ بیعت پر روشنی ڈالنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو حضرات ان شرائط سے متفق ہوں انہیں استخارہ مسنونہ کے بعد بیعت کی اجازت ہوگی۔ اشتہار کی اشاعت کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام لدھیانہ تشریف لے گئے اور لدھیانہ کے جلیل القدر صوفی اور صاحبِ کشف بزرگ اور حضرت حاجی احمد جان کے مکان سے متصل پیر مہر شاہ کے مکان واقع محلہ جدید میں قیام فرما ہوئے اور ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو ان تمام حضرات کے نام جو بیعت کے لئے مستعد تھے بذریعہ اشتہار یہ ہدایت جاری فرمائی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اور خوشخط قلم سے اپنے نام اور پتہ سے اطلاع دیں تا اُن کا نام مبایعین کی فہرست میں درج کر لیا جائے۔

اسی اشتہار میں (جو آپ نے بیعت اولیٰ سے اکیس روز قبل شائع فرمایا) نہایت پرشوکت الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ :-

"خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور اُن کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک اِن میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس ربِ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔"

اس اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اطلاع بھی دی کہ "تاریخ ہذا سے جو ۴ مارچ ۱۸۸۹ء ہے ۲۵ مارچ تک یہ عاجز لدھیانہ محلہ جدید میں مقیم ہے۔ اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لدھیانہ میں ۲۰ تاریخ کے بعد آ جاویں"

(۳) مگر حاجی الحرمین الشریفین حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ شاہی طبیب جموں و کشمیر کو لکھا کہ وہ بجائے ۲۰ کے ۲۲ مارچ کو تشریف لاویں۔

(۴) حضورؑ نے آپ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ جب حضرتِ احدیت کی جناب سے بیعت کا اذن ہوگا تو سب سے پہلی بیعت آپ سے لی جائیگی

اشتہار ۴ مارچ کے مطابق ۲۰ مارچ سے بیعت کے طالب مخلصین نہایت ذوق و شوق اور والہانہ رنگ میں لدھیانہ پہنچنے شروع ہو گئے ایک رجسٹر حضورؑ نے پہلے سے تیار کرا لیا تھا جس کی پیشانی پر لکھا تھا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت"۔ اس رجسٹر پر آنے والوں کا اندراج کیا جانے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے لدھیانہ اور جالندھر کے قرب و جوار اور ریاست کپورتھلہ، مالیر کوٹلہ اور پٹیالہ کے علاوہ جموں، سیالکوٹ اور قادیان وغیرہ کے بہت سے خوش نصیب وجود جمع ہو گئے۔ قدوسیوں کا یہ گروہ نہایت بیتابی سے امام موعود کے دستِ مبارک پر بیعت کی مبارک گھڑیوں کا انتظار کرنے لگا۔ آخر وہ دن آ گیا جو ازل سے اس پاک آسمانی سلسلہ کے سنگِ بنیاد کے لئے مقرر تھا۔ یعنی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء۔

اس روز صبح ۹ بجے سے ایک بجے دوپہر تک حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ

۱؎ بعض گذشتہ روایات میں اس پیشگوئی کا ذکر بھی ملتا ہے کہ امام موعود ۱۹ سال تک حکومت کریں گے(۲) چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اس خبر کے عین مطابق بیعت اولیٰ کے بعد ۱۹ سال تک ہی زندہ رہے اور ہمیں ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے۔

بھیروی نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان میں آیت اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الاِسْلَام پر ایک نہایت موثر اور ایمان افروز خطاب فرمایا جسے سامعین نے بیحد پسند کیا۔ اور درخواست کی کہ اسے جاری رکھا جائے مگر اس کے دوران نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ نماز پڑھی گئی اور پھر ان سب بزرگوں نے کھانا کھایا اور بعد نماز عصر بیعت کا آغاز ہوا۔

(۵)۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک کچی کوٹھڑی میں تشریف فرما ہوئے اور دروازہ پر خادم خاص حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ آف قادیان کو مقرر کر دیا اور ہدایت فرمائی کہ جسے میں کہتا جاؤں اُسے کمرہ میں بلاتے جاؤ۔ چنانچہ حضورؑ نے سب سے قبل حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کو یاد فرمایا۔ اس طرح اول المبایعین ہونے کا شرف آپ کو عطا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں:

" نبی کو جو فراست دی جاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ حضورؑ نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار کیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی"

بیعت کے الفاظ حضورؑ نے اپنے قلم مبارک سے لکھ کر پہلے ہی حضرت حکیم الامتؓ کو عنایت فرما دئے تھے جو یہ تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے اُن تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور میں اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

استغفر اللہ ربی
استغفر اللہ ربی
استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔" (۶)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کے بعد میر عباس علی صاحبؓ، حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ خوشنویس مراد آبادی، حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ سنوری اور حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ ساکن تنگی علاقہ چار سدہ (ضلع پشاور) بالترتیب بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت میر عنایت علی صاحبؓ لدھیانوی کا بیان ہے کہ مجھے میر عباس علی صاحبؓ نے قاضی خواجہ علی صاحبؓ کو بلانے کے لئے بھیج دیا ورنہ چوتھے نمبر پر میں ہی جاتا۔ بہرحال ازاں بعد حضورؑ نے حضرت منشی اللہ بخش صاحبؓ لدھیانوی کا نام لے کر بلایا پھر حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ سے فرمایا کہ خود ہی ایک ایک کو بھیجتے جائیں۔ اس پر حضرت قاضی خواجہ علی صاحبؓ لدھیانوی، حضرت میر عنایت علی صاحبؓ، حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ مدار ضلع جالندھر اور پھر معاً بعد یا کچھ وقفہ کے ساتھ کپورتھلہ سے حضرت منشی اروڑا خان صاحبؓ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ جیسے فدائیوں نے بیعت کی۔ حضرت منشی صاحبؓ بیعت کرنے لگے تو حضور نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ منشی محمد اروڑا خان صاحبؓ نے تو بیعت کر لی ہے اور محمد خان صاحبؓ نہا رہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں۔ چنانچہ حضرت میاں محمد خان صاحبؓ بھی حاضر ہو گئے اور بیعت کر لی۔ ستائیسویں نمبر پر حضرت منشی رحیم بخش صاحبؓ سنوری کی بیعت ہوئی۔ اس طرح بیعت اولیٰ کے پہلے روز باری باری چالیس بزرگوں کو خدا تعالیٰ کے مقدس اور موعود امام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی

(۸)۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی کی شہادت ہے کہ

" حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔"

(۹)۔ مردوں کی بیعت ہو چکی تو حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ اور حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ اور بعض اور خواتین نے بیعت کی۔

حضرت اقدس کی حرم محترم ابتداء ہی سے آپ کے سبھی دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے اپنے تئیں بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے اپنے تئیں الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی بہر کیف بیعت اولیٰ کا سلسلہ شام تک جاری رہا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں ۱۸ اپریل ۱۸۸۹ء تک قیام فرما رہے۔ ابتداءً محلہ جدید میں اور پھر محلہ اقبال گنج میں۔ اس دوران بیعت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ پہلے بیعت انفرادی رنگ میں ہوتی تھی پھر جمع عام میں یا بذریعہ خطوط ہونے لگی۔

بلاشبہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا تاریخ ساز دن ایام اللہ میں سے ہے جو اپنی عظمت و اہمیت کے اعتبار سے رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ یہی وہ مبارک دن ہے جب کہ اسلام کی نشأة ثانیہ کا چاند مطلع عام پر طلوع ہوا جسکی نورانی کرنوں سے زمین کے کنارے تک جگمگا اٹھے۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز انشا پرداز اور اردو ادب کے زبردست نقاد اور متعدد مذہبی اور علمی کتب کے مصنف علامہ نیاز فتحپوری نے ماہنامہ نگار (لکھنؤ) بابت ماہ جولائی ۱۹۶۰ء میں تحریر فرمایا

" تحریک احمدیت کی تاریخ ۱۸۸۹ء سے شروع ہوتی ہے جسکو کم وبیش ستر سال سے زیادہ زمانہ نہیں گذرا لیکن اس قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت اختیار کی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا اسلام کی صحیح تعلیم ... کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں۔ اور جب قادیان و ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اُسی وقت یورپ و افریقہ و ایشیا کے اُن بعید و تاریک گوشوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ قدم آگے بڑھائے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔"

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
(دُرثمین)

ماخذ

(۱)۔ چودہ ستارے صفحہ ۲۸۵ مولفہ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبع حیدری پریس لاہور طبع سوم ۱۵ فروری ۱۹۷۳ء بحوالہ شرح ارشاد مفید صفحہ ۵۲۲ غایۃ المقصود جلد ۱ صفحہ ۱۹۱۔ اعلام الوریٰ صفحہ ۲۶۳۔ نورالابصار صفحہ ۱۵۵

(۲)۔ ایضاً چودہ ستارے صفحہ ۲۹۳ بحوالہ اعلام الوریٰ صفحہ ۳۶۵

(۳) مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۹۳۔ صفحہ ۱۹۸ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ

(۴) الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ؟
البدر ۲ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۳

(۵) رجسٹر بیعت اولیٰ (قلمی موجود خلافت لائبریری ربوہ) اخبار الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۶

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

تاریخ کے اوراق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہرۂ آفاق کتاب براہین احمدیہ پر

اخبار "منشور محمدی" بنگلور کا حقیقت افروز تبصرہ

آج سے ٹھیک ایک سو بارہ سال قبل بنگلور سے نکلنے والے اخبار "منشور محمدی" نے علمی و عملی اعتبار سے مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہرۂ آفاق کتاب براہین احمدیہ پر جو حقیقت افروز تبصرہ کیا تھا قارئین بدر کے اضافۂ علم و ایمان کے لئے پیش ہے۔

اس سے ہر ذی ہوش اور عقلمند انسان محسوس کر سکتا ہے کہ وہ زمانہ ایک ربانی مصلح کا متقاضی تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عین وقت پر مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے نہ صرف براہین احمدیہ کے ذریعہ بلکہ اپنی دیگر کتب اور علمی و عملی کارناموں سے ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح دین اسلام کی عظیم الشان خدمت سر انجام دی۔

دو روزہ اخبار منشور محمدی مولانا محمد شریف صاحب کی زیر ادارت عیسائیوں کے اسلام پر حملوں کے جواب میں شائع ہوتا تھا۔ اس وقت یہ تبصرہ ہم ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۹۱ء سے مع شکریہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

براہین احمدیہ

ملقب بہ

البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسن تو بسیار
گلچینِ بہار تو ز داماں گلہ دارد

سبحان اللہ! دنیا میں ایسے بھی لوگ ابھی موجود ہیں کہ حمایت دین اسلام کے لئے محنت شاقہ اپنے پر گوارا کرتے ہیں۔ دین حق کی غمخواری میں زحمتیں اٹھاتے ہیں اور مصیبتیں جھیلتے ہیں۔ یا وہ لوگ بھی ہیں جن کو دین سے سروکار نہیں۔ پاسداری دین کا آئین نہیں۔ دن رات دنیا کمانے سے کام ہے۔ دین ان کے پاس برائے نام ہے غفلت کے نشہ میں مخمور ہیں۔ شراب نخوت سے مسرور ہیں۔ دنیا کے کاموں میں ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ نام و ننگ پر مرتے ہیں۔ دین جائے، ایمان جائے غم نہیں۔ ہاں غم ہے تو یہی کہ جیب سے دمڑی نہ جائے۔ کوئی کیسا ہی دین کا کام ہو اگر اس میں پیسے کا کچھ صرف نظر آتا ہو تو کچھ نہ کچھ حیلہ سے ٹال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ ضرورت ہے تو یہ ہے کہ نہ وہ ہے۔ بغرض جس امر میں صرف زر کا گمان ہوتا ہے ہر چند وہ سراسر دین ہے مگر یہ لوگ کچھ نہ کچھ کہہ کر اس کی معاونت و مشارکت سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ ہنود کو دیکھو عیسائیوں کو دیکھو مجوسیوں کو دیکھو مختصر یہ کہ مذاہب باطلہ کے پیروؤں کو دیکھو کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں کیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔ دین کے پھیلانے میں کیسا بار اٹھاتے ہیں۔ صعوبت سفر ان کے پاس کوئی چیز نہیں۔ صرف زر تکثیر کسی شمار میں نہیں۔ گالیاں دو۔ مارو۔ مگر ان کا ارادہ یہی ہوتا ہے کہ کسی طرح اور کسی پیرایہ میں اپنے دین کی اشاعت ہو۔ اقسام کی تکالیف گوارا کرتے ہیں۔ مذہب کے پھیلانے میں جان تک دیتے ہیں۔ جیتے ہیں تو اس شوق میں کہ مذہب پھیلایا جائے۔ مرتے ہیں تو اس میں کہ مذہب کی اشاعت ہو۔ یہ ان کی محنت اور یہ عرق ریزی گو باطل پر سہی مگر ان کا نتیجہ ان کو ملتا رہتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ کوئی زبان نہیں جس میں پادری لوگوں کے ٹراکٹ (چھوٹے چھوٹے رسالے) نہ چھپے ہوں۔ راہ کی آمد و رفت کرنے والوں کو مفت تقسیم نہ ہوتے ہوں۔ دین و مذہب کا چرچا اور دنیا کی اشاعت کی کوشش اگر ہے تو مذاہب باطلہ میں ہے۔ مفت رسالہ جات اس لئے تقسیم ہوتے ہیں کہ آخر کوئی شخص تو ان کے مطلب کو دیکھے گا کچھ نہ کچھ غور کرے گا۔ ذرا تو اثر ہو گا۔ بس یہی مقصد ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو پادریوں کا یہ آئین ایسا ہے کہ جس میں ان کا مطلب بوجہ احسن حاصل ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ سنی سنائی بات کا کبھی نہ کبھی اثر ہوتا ہے۔ جاہل آدمی اپنے مذہب سے محض ناواقف جب ایسے رسالوں کو پڑھتا یا سنتا ہے تو ضرور اس کے عقائد میں خلل آتا ہے۔ اگر فی الفور مذہب عیسوی میں نہ داخل ہوا تو اتنا تو ہوتا ہے کہ یا وہ لامذہب یا دہریہ بن جاتا ہے۔ پس مقصود جو ان رسالوں کی اشاعت اور تقسیم مفت سے تھا حاصل ہو گیا۔

یورپ و امریکہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے اشخاص ہیں جو دنیا کو ترک کئے ہوئے اشاعت مذہب میں سرگرم ہیں۔ صدہا سوسائٹیاں ہیں جن کا یہی کام ہے کہ مذہب پھیلایا جائے۔ اخبار جاری ہیں۔ رسالہ جات چھپتے ہیں۔ ٹراکٹ لاکھوں شائع ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ مذہب کی اشاعت ہو۔ پادری صاحبان ترک وطن کئے ہوئے ہندوستان کو آتے ہیں۔ چین کو جاتے ہیں۔ جاپان کو روانہ ہوتے ہیں۔ کہاں تک دیکھو؟ اس لئے کہ جس دین کو وہ حق سمجھے ہوئے ہیں اور جس پر نجات ان کے زعم میں منحصر ہے، اسی دین پر اور لوگوں کو دعوت کرنے کا لائق اتنا بڑا کام اور رفاہ منافع کے خرچ کے لئے عقل یہی چاہتی ہے کہ لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ہو ورنہ ممکن نہیں ہے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو دین کی دعوت کی جائے؟ کوئی جزیرہ ایسا نہ ہو جس میں پادری لوگ اپنا تصرف نہ جما کے نہ بیٹھے ہوں۔ اور باوجود اس کے یہ سب کام خرچ بیجا ہو چکے۔ ایسا نہیں۔ سالانہ لاکھوں اس امر میں خرچ ہوتے ہیں۔ کروڑوں کی آمد بھی ہے۔ کوئی عیسائی یورپ اور امریکہ میں ایسا نہیں جو مذہب کی اشاعت کے لئے اپنے مقدور کے موافق روپیہ نہ دیتا ہو۔ گرجا گھروں میں ہر ہفتہ چندہ ہوتا ہے ماہانہ چندہ دینے والے جو دائمی ہیں سالانہ چندہ دینے والے علیحدہ ہیں۔ اکثر دولتمند ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جائیداد سے ایک حصہ اسی امر اشاعت مذہب کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جو لاولد مرتے ہیں وہ وصیت کرتے ہیں کہ اپنی ساری ملک فلاں سوسائٹی اشاعت مذہب کے حوالہ ہو۔ ہزارہا روپیہ ہر روز آتا ہے کہ پادریوں کے مصرف میں جاتا ہے۔ ادنیٰ و اعلیٰ مرنے کے وقت کچھ نہ کچھ بنام مذہب وقف کیا کرتے ہیں۔ پس یہ مذہب کی عام خیرات ہے کہ اشاعت مذہب میں کام آتی ہے۔ اسی کے بدولت لاکھوں بت پرست دہریہ و لامذہب مذہب عیسوی میں خیل در خیل آتے ہیں۔ پادریوں کے فخر کا باعث ہوتے ہیں۔

ملکۂ محتشمہ کوئین وکٹوریہ، پرنس آف ویلز، وزراء سلطنت انگلستان سے لیکر ادنیٰ مزدور تک مذہب کی تائید میں بقدر حوصلہ دیا کرتے ہیں۔ امریکہ اور دیگر ممالک یورپ میں بادشاہ سے لے کر فقیر تک کا یہی دستور ہے۔ کوئی گرجا گھر نہیں جس میں اتوار کے دن بقدر ضرورت چندہ نہ اٹھایا جاتا ہو۔ پس جہاں کہیں یہ ذخیرہ ہو اور جس دین کے پیروؤں کا یہ حال ہو تو پھر لاکھوں کروڑوں روپیوں کا سرمایہ کس طرح بہم نہ آوے؟ لاکھوں کتب تائید مذہب کروڑوں رسالے ترغیب دین میں کیونکر نہ تالیف و شائع نہ ہوں؟ جس دین کے پیرو ایسے ہیں کہ اپنے مذہب کے پاس

یہ تصرف کثیر گوارا کرتے ہوں؟ اگر ان کا دین دنیا کے ہر ایک عرصے میں پھیل جاوے اور دین حق کے مقابلہ میں اپنی کثرت کو وحدت پر غلبہ دے تو یہ کون تعجب کی بات ہے؟

انصاف کہاں ہے؟ شیوہ دینداری کیا اسی کا نام ہے کہ ارباب مذاہب باطلہ تو اپنے مذاہب و ادیان کے پھیلاؤ میں اس طرح سرگرم ہوں اور مسلمان جن کے دین متین کے منجانب اللہ ہونے پر شہادت عقلی و نقلی ہے۔ ایسے بے خبر پڑے ہیں کہ باوجود چوطرف کے ہنگامہ کے ہنوز ان کی آنکھ بھی نہ کھلی ہے۔ اٹھ بیٹھنا تو درکنار۔ صاحبو! یہ غفلت سراسر مذلت ہے نہ یہ شیوۂ دین ہے اور نہ اسلام کا آئین ہے۔ خیال تو کیجیئے گا کہ دین اسلام کی کیا حالت ہے۔ ارتداد و زمانہ نے اس حصن حصین وحدت کو کس طرح گھیر رکھا ہے۔ افواج مذاہب باطلہ کا کیا زور شور سے دھاوا ہو رہا ہے۔ اعتراضات کی توپیں کیسی اس کی فصیلوں پر چلائی جاتی ہیں۔ اہل قلعہ یعنی وہ لوگ جو اپنے پاس دین کا علم نہیں رکھتے اور اس کی خوبی کا امتیاز نہیں کر سکتے کیسی ابتر حالت سے دشمن کی قید میں پھنس جاتے ہیں سبحان اللہ حقیقت دین اسلام کا یہ کچھ اسباب مسلمانوں کے پاس موجود ہو اور وہ اپنے دین کے قلعہ کو دشمنوں کے سخت حملہ سے نہ بچائیں۔ اور غفلت میں بیٹھ رہیں۔ یہ نہایت تعجب کی بات ہے جب تک اہل قلعہ یعنی دین اسلام کے پیرو بالاتفاق دشمنوں کے مستاصل کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ اور جو اسباب قلعہ میں رکھا ہوا ہے اس کو برابر طور سے استعمال میں نہ لاویں۔ یعنی خدا نے دین اسلام میں جو خوبی رکھی ہے اور اس دین کو جیسا استحکام بخشا ہے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہ کریں تو پھر مسلمانی پر حیف ہے۔ اگر سردار قوم یہ حکم کر رہا ہے کہ اس امر میں کوشش کرو اور جانبازی سے تعاون ایک دیگر پر ہمت کرو تو مردی اور شجاعت یہی ہے کہ سارے مسلمان بالکل حملہ آوری کی تیاری کریں۔ اس متفقہ حملہ سے یقیناً واثق ہوگا کہ دشمنوں کی فوج پسپا ہوگا اور حصن حصین اسلام اعداء کے شر سے محفوظ رہے گا۔

منافقوں اور دشمنوں کے سارے حیلے دین اسلام پر ہو رہے ہیں۔ ادھر دہریہ پن کا زور۔ ادھر لامذہبی کا شور۔ آریہ برہمو سماج والے اپنے مذہب کو فیلسوفانہ تقریروں سے دین اسلام پر غالب کیا چاہتے ہیں۔ ہمارے عیسائی بھائیوں کی ساری پوری ہمت تو اسلام کے استیصال پر مصروف ہے اور ان کو اس بات کا یقین ہے کہ جب تک آفتاب اسلام اپنی پر تاب شعاعیں دنیا میں ڈالتا رہے گا تب تک عیسوی دین کی ساری کوششیں بیکار اور تثلیث تیرہ رہے گی۔ غرض سارے مذاہب اور تمامی دین والے یہی چاہتے ہیں کہ کسی طرح دین اسلام کا چراغ گل ہو اور صرصر حوادث کا ایسا زور ہے کہ فی الحقیقت اگر اس چراغ ہدایت کو تند باد حوادث اور کفر سے نہ بچایا جاوے تو کوئی عرصہ بعث قیامت نمودار ہوگی۔ اس حفاظت کے لئے جو حقیقت میں خوشنودی خدا و رسول ہے مسلمانوں کی شرکت درکار ہے۔ یہ ایسا کام ہے کہ ایک دو برگزیدہ اور منتخب اشخاص کی ہمت اور کوشش سے اس کا انجام ہو نہیں سکتا۔ قوم کی سعی دینداروں کی ہمت مالداروں کی خیرات امیروں کی سخاوت غریبوں کی دعا برکت فاضلوں کی تقریر علماء کی تحریر زاہدوں کی دعا کی ضرورت ہے۔ انجمنوں کی کارروائی ارکین دین کی باہمی کوشش چاہیئے چونکہ یہ دین ہے اس لئے ہر دیندار کو تائید لازم ہے۔ اور جو تائید سے پہلو تہی کرے وہ سب کے پاس بے دین ہے۔ جب اہل اسلام اس طرح کی تائید و تدبیر کریں تو ہم ذمہ لیتے ہیں کہ آج دین اسلام کا جھنڈا ان ملکوں میں کھڑا ہو جہاں اب تک اس کا پرتو ہدایت پڑا ہی نہیں۔

مسلمانوں کی کم ہمتی کا اس سے بڑا کیا ثبوت ہے کہ ان میں آج کوئی ایسا فنڈ نہیں یا کوئی ایسی سوسائٹی نہیں جس کا مقصد اشاعت دین اسلام ہو اور جس کے پاس مسلمانوں کے علماء فضلا کا ایک ایسا گروہ ہو جو ان ملکوں میں جہاں تثلیث اور بت پرستی ہو رہی ہے جاوے اور اپنے وعظ اور منادی سے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھلا دے۔ اور ایسے گروہ کا خرچ سوسائٹی کے فنڈ سے دیا جائے۔ جہاں مذاہب باطلہ کی ترویج میں ایسی صدہا سوسائٹیاں ہیں۔ آیا کوئی مسلمانوں کی انجمن اشاعت مذہب بھی موجود ہے؟ اس سوال کے جواب دینے میں ہر ایک مسلمان کو شرم آنی چاہیئے کہ دین حق کا دعویٰ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوئی انجمن کافی سرمایہ کی موجود نہیں۔ ابھی خدا کے فضل سے اسلامی سلطنتیں اور اسلامی ریاستیں موجود ہیں۔ کیا کوئی مسلمان یہ بتلا نہیں سکتا کہ جیسی عیسویوں میں ویزلین مشن سوسائٹی لنڈن مشن سوسائٹی۔ چرچ مشن سوسائٹی۔ امریکن مشن سوسائٹی اور ایسی ہی صدہا سوسائٹیاں ہیں۔ ایسا ہی مسلمانوں کی کوئی سوسائٹی ہے۔ اگر اس غیرت سے مسلمانوں کی قوم مر جائے تو بہتر ہے۔ اب جو مسلمان دعویٰ اسلام کر رہے ہیں ان کو لازم ہے کہ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سمجھیں کہ کس منہ سے مسلمان کہلاتے ہیں۔ نہ دنیا کے رہے نہ دین کے۔ پس جو مسلمان مسلمان کہلانے کے لائق ہیں اگر وہ بھی ہمت کو ہار دیں اور بزدل ہو کر تائید میں سرگرمی نہ دکھلائیں تو پھر دین کا خاتمہ ہے۔ لو عیسائی ہو جاؤ۔ برہمو سماج بن جاؤ۔ تاکہ جہان سے مسلمانوں کا نام ہی مٹ جائے اگر یہ منظور نہیں تو پھر دین کی تائید کرو۔ خدا کے مقبول ہو۔ رسول کے انصار بنو۔

آفتاب دین محمدی کی روشنی ایسی ہے کہ عرصہ تیرہ سو سال سے اپنی اصل پر قائم ہے۔ دین اسلام کی حقانیت کی بڑی دلیل یہی ہے کہ باوجودیکہ ساری دنیا کے ادیان والے اس روشنی کو زائل کرنے کی کوششیں اور تدبیریں کر رہے ہیں۔ مگر اس کی حقانی روشنی ہرگز زوال پذیر نہیں۔ سلطنتیں اور دولتیں برباد ہو گئیں ملک اور جزائر دست بدست منتقل ہو گئے قوانین سیاست میں تغیر و تبادل ہو گیا۔ مگر دین اسلام اپنی اصالت پر قائم رہا۔ نہ صرصر کفر کا کچھ پیش گیا۔ اور نہ تند باد دہریت نے اس کو نقصان پہونچایا۔ یہ تو اسلام کی اصلی حقیقت کی تعریف ہوئی۔ رہا یہ امر کہ اس ہدایت کا نور کفر کے تاریک گھروں میں پہونچایا جاوے البتہ یہ ضروری ہے۔ پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی کوشش کریں۔

ارباب مذاہب باطلہ جو اپنی کوششوں اور تبلیغ جہد وسعی سے دین اسلام پر سبقت لیجانا چاہتے ہیں۔ وہ کچھ اس لئے نہیں کہ دین اسلام میں در حقیقت حقانیت نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ دین اسلام کی حقیقت اور اس دین کے ثبوت سے ان کو کما حقہٗ واقفیت نہیں۔ چونکہ اکثر دہریہ اور لامذہبوں کے دہریہ خیالات اور لامذہبی مطاعن سے اس زمانہ کے اکثر کم علم اور جاہل بھی اسلام کو بنظر استخفاف دیکھتے ہیں اور دہریہ پن اختیار کرتے ہیں اور پیروان ادیان باطلہ اور معتقدان مذاہب کاذبہ اس ذریعہ کو مایۂ فخر گردانتے ہیں۔ لہذا بنظر حال زمانہ حامیان دین اسلام کو ضرور تھا کہ اس امر کا بھی خوب قلع قمع کرتے۔ مگر اہل اسلام کی موجودہ حالت اور ہمت سے غمخواران دین اسلام کو یہ امید کہاں تھی کہ جہل جاہلانہ تقلید اور عقل کی بے تمیزی سے جو طوفان اٹھ رہا ہے اس کا بند بست کیا جاتا۔ سچ ہے کہ ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (کہ خاک بر فرق ایں روشنی) نوآموزوں کی روحانی قوتوں کو افسردہ کر رہی ہے۔ ان کے دلوں میں بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سما گئی ہے۔ اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہیں۔ تمام نوآموزوں کا قدرتی میلان دہریت عقلیہ کی طرف ہو گیا ہے۔ اور افسوس ہے کہ یہ میلان بباعث عقل ناتمام اور علم خام کے بجائے رہبر ہونے کے رہزن ہوتا جاتا ہے۔ فکر اور نظر کی کجروی نے لوگوں کے قیاسات میں بڑی بڑی غلطیاں ڈال دی ہیں اور مختلف رایوں اور گوناگوں خیالات کے نتائج ہونے سے کم فہم لوگوں کے لئے بڑی دقتیں پیش آگئی ہیں۔ سو فسطائی تقریروں نے طبائع میں طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں جو امور نہایت معقولیت میں تھے وہ ان کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں۔ جو باتیں نہایت درجہ نامعقول ہیں وہ ان کو اعلیٰ درجہ کی صداقتیں سمجھ رہے ہیں۔ وہ حرکات جو منافی انسانیت ہیں مفاخر ہیں۔ (آگے مسلسل)

ان کو وہ تہذیب خیال کئے بیٹھے ہیں۔ بسو ایسے وقت میں اس طرح کے خیالات کا ابطال دین اسلام کی سچائی اور حقیقت کے لئے ضروری تھا، مگر یہ کام بھی ایسا ہی تھا، کہ جس کا بار اٹھانا ہر کہ و مہ کا کام نہیں تھا۔ لاکن ایسا شخص ضرور تھا، جو علوم عقلی و نقلی اور کتب ادیان مختلفہ کا جاننے والا ہو۔

مدت سے ہماری آرزو تھی، کہ علماء اہل اسلام سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے، کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں، جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو، اور جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلام الٰہیہ ہونے پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی بر آئی یہ وہی کتاب ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی مدت سے ہم کو آرزو تھی۔ براہین احمدیہ ملقب بہ البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ جس میں مصنف زاد قدرہ اللّٰھم متع المسلمین بطول حیاتہ نے تین سو براہین قطعیہ عقلیہ سے حقیقت قرآن اور نبوت محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگہ صمد جناب مولوی میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کی تصنیف ہے۔ سبحان اللہ! کیا تصنیف منیف ہے۔ کہ جس سے دین حق کا لفظ لفظ سے ثبوت ہو رہا ہے ہر ہر لفظ سے حقیقت قرآن و نبوت ظاہر ہو رہی ہے۔ مخالفوں کو کیسے آب و تاب سے دلائل قاطعہ سنائے گئے ہیں۔ دعویٰ ہی مدلل بہ براہین ساطعہ ثبوت ہے۔ مثبت بہ دلائل قاطعہ تاب دم زدنی نہیں۔ اقبال کے سوا چارہ نہیں۔ ہاں انصاف شرط ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ ایہا الناظرین! یہ وہی کتاب ہے، جو فی الحقیقت لاجواب ہے۔ زور دعویٰ تو یہ ہے کہ اس کا جواب ممکن نہیں۔ اگر مخالف بشرائط مندرجہ اشتہار جواب لکھیں تو پھر دس ہزار روپیہ مفت نذر ہے اور حال یہ ہے کہ اگر مخالفوں کو کچھ بھی خدا ترسی ہو، تو ان کو بمجرد مطالعہ اس کتاب کے جواب یہی دینا چاہیئے، کہ لا الٰہ الا اللہ حق اور محمد رسول اللہ برحق۔ ہم تو فخر بہ یہ کہتے ہیں، کہ جواب ممکن نہیں۔ ہاں قیامت تک محال ہے۔ مخالفوں سے ہمارا ابھی یہی سوال ہے، کہ اگر اپنے مذہبوں کو حق جانتے ہوں، تو آیئے ہمیں گو ہمیں میدان ہیں۔ اگر جواب براہ صواب، لکھا جاوے، تو دس ہزار روپیہ کا انعام ہے۔ وعدہ مصنف لاکلام ہے۔ لیجئے ہم بھی ایک ہزار روپیہ مزید براں کرتے ہیں۔ دیکھیں ہمارے مخالف بھائی اب بھی حمیت کو کام فرماتے ہیں، یا اپنی ہی لکیر کو پیٹتے ہیں۔

اب ہمارے کلام مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ بھائیو! کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے۔ کہ جس کا ثانی نہیں۔ مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے، کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا۔ کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخر الزمان حق ہے۔ دین اسلام منجانب اللہ اور اس کا پیرو حق آگاہ ہے۔ عقلی دلیلوں کا انبار ہے۔ فہم کو نہ جائے گریز اور نہ طاقت انکار ہے۔ جو دلیل ہے بیّن ہے، جو برہان ہے روشن ہے۔ آئینہ ایمان ہے۔ لب لباب قرآن ہے ہاں طریق مستقیم مشعل راہ قویم۔ مخزن صداقت۔ معدن ہدایت برق خرمن اعداء عدو سوز یہ دلیل ہے۔ مسلمانوں کے لئے تقویت کتاب الجلیل ہے۔ ام الکتاب کا ثبوت ہے۔ بے دین حیران ہے۔ مبہوت ہے۔ افسوس ہے۔ کہ باوجودیکہ یہ خزینہ ہدایت ہے، مگر بے اعانتی کی وجہ سے طبع کتاب میں زر کی حاجت ہے۔ چونکہ بڑی کتاب ہے، اس لئے نو دس ہزار روپیہ طبع کتاب میں صرف ہونا ہے خریداروں کی قلت اور قوم کے مالداروں کی کم توجہی سے طبع کتاب میں عجلت نہیں۔ مصنف کو خود صرف کثیر گوارا کرنے کی ہمت نہیں۔ بعض دیندار بزرگوں اور خدا ترسوں کی اعانت خریداری سے تین حصے اس کتاب لاجواب کے طبع ہو چکے۔ ہنوز کچھ حصے چھپنا باقی ہے۔ صفائی طبع اور خوشخطی سے کتاب کا چھپوانا منظور ہے۔ عمدگی کتاب اور اس کے مفید ہونے کے نظر کرتے ہوئے سو روپیہ قیمت بھی کم ہے۔ اور مصارف طبع کا لحاظ کرتے ہوئے اصل قیمت بلا نفع ۲۵ روپیہ پڑتی ہے۔ پس خریداروں سے یہ توقع ہے کہ قیمت بعد پیشگی روانہ فرمادیں۔ کم بضاعت مسلمانوں کو نقصان سے بچنے بھی فروخت کتاب منظور ہے یعنی ۱۰ روپیہ۔ اور اقوام دیگر سے ۲۵ روپیہ۔

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ
ایک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ
از بس کہ یہ مغفرت کی بتلاتی ہے راہ
تاریخ بھی یا غفور نکلی واہ واہ

ایسی عمدہ کتاب جس کو مصنف نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا، افسوس ہے، کہ بوجہ عدم اعانت پوری طبع ہونے سے رہ گئی ہے۔ ہندوستان میں کئی اسلامی ریاستیں ہیں۔ اور مسلمان تو بے شمار ہیں۔ اگر ایک رئیس چاہے، تو خوشنودی خدا و رسول کے لئے نو دس ہزار روپیہ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ یوں یہ حضرات دنیا کی ناموری کے لئے ہزار ہا بلکہ لاکھوں لاکھ روپیہ تک دے چکے ہیں۔ رہے مالدار مسلمان۔ اگر یہ بھی ذرا دین کا پاس کریں، تو مدہ مہینوں کے عرصہ میں پوری کتاب چھپ جاسکتی ہے۔ عام مسلمانوں کی حالت کیا کہیں، اگر یہ دینی و قومی بھلائی کی کس ایک پائی بھی دینا چاہیں۔ تو براہین احمدیہ کے حجم کی کئی سو کتابیں طبع ہو سکتی ہیں۔ ہماری اوپر کی تمہیدوں میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ادیان باطلہ کے پیرو اشاعت مذہب کے لئے کیا کچھ مصارف گوارا کرتے ہیں۔ اگر مسلمان ان مذہب والوں سے ایک عشر عشیر بھی اشاعت مذہب کے لئے خرچ کریں تو کافی ہے۔ امیروں اور مالدار مسلمانوں کو ہم یہ بھی نہیں کہتے۔ کہ مبلغ کثیر بغیر کسی عوض کے دیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ عوض جو اور دانہ آخرت کے علاوہ کتاب براہین احمدیہ بھی عوض مبلغ میں لیں۔ پس با این کم ہمتی اور عدم توجہی ظاہر کرنی شیوہ دینداری سے بعید ہے۔

الٰہی مصنف کتاب مبارک براہین احمدیہ کی محنتوں اور عرقریزیوں کا تو ہی صلہ دے۔ کہ ہم ہیں عاجز بندے محض بے مقدور۔ اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے دین کی تائید میں سرگرمی دکھلائیں۔ اور خریدی کتاب براہین احمدیہ کو بڑا تصور۔ الٰہی ہمارے مذہب کے جو رئیس ہیں یا مقدور ان کو ہدایت نصیب کیجئے۔ کہ وہ اشاعت مذہب میں کریں نہ قصور۔ خداوند! جن امیران عالی ہمم نے اس کتاب کی طبع میں اعانت کی ہے، اور جن کے نام نامی مصنف نے مشکوری لکھے ہیں، اس کا عوض ان کو یہاں بھی دے بخوبی اور وہاں بھی یا الٰہ یا غفور آمین۔

(اخبار منشور محمدی مورخہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ نمبر ۲۱ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۲۱۳ تا صفحہ ۲۱۹)

براہین احمدیہ کی چوتھی جلد شائع ہونے پر اسی اخبار نے لکھا:۔

یہ وہی لاجواب کتاب ہے، جس کو فخر اہل اسلام ہند اسوۃ المحققین قدوۃ المدققین مقبول بارگاہ صمد مولوی مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام فیوضہ نے کمال تحقیق و تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا ہے، ہم نے اس کتاب کے اگلے حصوں پر منشور محمدی نمبر ۲۱ جلد ۱۲ مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ میں ریویو لکھا ہے۔ اب جس پر ہم ریویو لکھتے ہیں، وہ اسی کتاب کا چوتھا حصہ ہے، جس میں مضامین ذیل مندرج ہیں:۔

۱۔ کلام الٰہی کی ضرورت کے ثبوت میں اور اس بات کے اثبات میں کہ تحقیق اور کامل ایمان اور معرفت جس کو اپنی نجات کے لئے اس دنیا میں حاصل کرنا چاہیئے بجز کلام الٰہی کے غیر ممکن ہے۔ اور اس کے ضمن میں بہت سے خیالات برہموں اور فلسفیوں اور نیچریوں کا رد لکھا گیا ہے۔

۲۔ قرآن شریف کی ایک سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ کے بے مثل دقائق و حقائق و خواص کا بیان

۳۔ قرآن شریف کی بعض دوسری آیتوں کا بیان جو توحید الٰہی کے مضمون پر مشتمل ہیں۔

۴۔ وجہ تعلیم توحید اور فصاحت

و بلاغت سے خالی ہے۔
۵ — وید کے عقائد باطلہ کا ذکر۔
۶ — پنڈت دیانند پیشوائے آریہ سماج کے لاجواب رہنے کا بیان۔
۷ — انجیل اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقابلہ۔
۸ — ان تمام پیشگوئیوں کا ذکر جو بعض آریوں کو بتلائی گئیں۔
۹ — آئندہ پیشگوئیوں کا بیان۔
۱۰ — مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں آنا یا ان کا کوئی پیشگوئی بتلانا ثابت نہیں۔
۱۱ — حقیقی نجات کیا چیز ہے اور کیونکر مل سکتی ہے؟

اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی ہماری حد امکان سے باہر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے، کہ جس تحقیق و تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اسلام قائم کی گئی ہے، وہ کسی کی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔
ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را
مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی دریغ نہیں کر سکتے۔ کہ بلاشبہ کتاب لاجواب ہے اور جس زور و شور سے دلائل حقہ بیان کئے گئے ہیں، اور مصنف مدظلہ نے اپنے مکشوفات والہامات کو بھی مخالفان اسلام پر ظاہر کر دیا ہے اس میں اگر کسی کو شک ہو، تو مکاشفات الٰہی اور انوار لامتناہی جو عطیہ الٰہی ہیں، ان سب کو فیض صحبت مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے اور عین الیقین حاصل کرے۔

اثبات اسلام و حقیقت نبوت و قرآن میں

یہ لاجواب کتاب اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ ابھی آغاز ہے، مگر اس کتاب کے مطالعہ سے انجام کا مزہ ملتا ہے، افسوس ہے، کہ کتاب تو ثبوت دین الٰہی میں بے نظیر ہے، مگر مسلمانوں کی کم توجہی سے مکمل چھپ جانے میں دیر پر دیر ہے۔ بڑی کتاب ہے حجت اسلامی قائم کرنے میں لاجواب ہے۔ پر بے قدری اربابِ زمانہ سے اس کا طبع التوا میں پڑ گیا ہے۔ جو امیر ذی مقدور ہیں، وہ ہمت سے کچے اور دین کے کاموں میں از بس پسپا ہیں۔ مالدار مسلمانوں کو مال کمانے کا ہی دھن ہے، محبت خدا و رسول کا نہ ان کو خیال ہے، اور نہ ان کو پرواہ۔ پس یہ مجموعہ کتاب چھپے تو کیونکر چھپے اور کس طرح حجۃ البالغہ الاسلام مخالفوں پر ظاہر ہو! الٰہی تیرا ہی فضل چاہیئے کہ ہمارے رئیسوں اور مالدار مسلمانوں کا دل اس کی تائید کے طرف آوے۔ آمین۔

مضامین عالیہ مندرجہ کتاب براہین احمدیہ کی تعریف کیونکر ہو سکے۔ یہ وہ عالی مضامین اور قاطع دلائل ہیں، جن کے جواب کے لئے مخالفین کو دس ہزار روپیہ کی تحریص دلائی گئی ہے اور اشتہار دیئے ہوئے عرصہ ہو چکا۔ مگر کسی کو قلم اٹھانے کی اب تک طاقت نہ ہوئی۔ ہم بلا تصنع کہتے ہیں کہ ساری جلد چہارم حقائق و معارف اسلام سے بھری ہوئی ہے۔ اور جا بجا دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو شک ہو تو ہمارے پاس آوے اور اپنی آنکھوں ہر بات کا مشاہدہ کرے۔ پس مسلمان اگر اس مبارک کتاب کی خریداری نہ کریں۔ اور اعانت سے قاصر رہیں، تو فردا اے قیامت خدا اور رسول کو کیا جواب دیں گے؟ اس کتاب کے چھپنے کو البتہ صرف کثیر درکار ہے۔ دس پندرہ ہزار روپیہ تکمیل الطباع کے لئے چاہیئے۔ مگر یہ رقم کچھ ایسی کثیر نہیں۔ جو فراہم نہ ہو۔ بشرطیکہ توجہ چاہیے۔ یوں تو ہمارے امرائے عالی شان ہزاروں لاکھوں روپیہ اپنے عیش و عشرت میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور مالدار مسلمان شادی و غمی میں دس پندرہ ہزار کے صرف کی کچھ مالیت نہیں سمجھتے۔ دین کی اعانت بھی اگر ان سے نہ ہو تو پھر کس سے ہو۔ آیا عزیب مسلمانوں کو یہ مقدور ہے کہ وہ بلا مشارکت امرائے اسلام پندرہ ہزار روپیہ خرچ کر دیں۔ ہمارے امیروں کی کوتاہ دلی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکے۔ کہ اس کتاب کی اصل لاگت سو روپیہ ہے۔ اور غریب و کم استطاعت مسلمانوں کو ۱۰ روپیہ پر فروخت کی جاتی ہے۔ ظلم ہے اگر رئیس بھی اسی قیمت پر کتاب کو چاہیں۔ اور خریداری کی آمادگی صرف دس روپیہ بھیجنے پر ظاہر کریں۔ حضرت مصنف نے عنوان کتاب میں ایک نواب صاحب کا حال لکھا ہے جو قال اللہ اور قال رسول اللہ کے شیدا و والہ ہیں۔ جب ان سے اعانت کی درخواست کی گئی۔ تو پہلے لکھا، کہ البتہ بیس پچیس جلدیں ریاست کی جانب سے خریدی جائیں گی۔ دوبارہ یاد دہانی پر جواب ملا۔ کہ کتب مباحثات دینی کی اعانت خلاف منشاء سرکار ہے، اس لئے اعانت ممکن نہیں۔ سبحان اللہ! حضرت نواب صاحب کی یہ دلسوزی دین قابل تعریف ہے۔ گورنمنٹ کے منشاء کو ان رئیس عالی بخت کے سوا اور کسی نے نہ پایا۔ حضرت ریاست سے خریداری بفرض محال خلاف منشاء گورنمنٹ تصور کی جائے۔ تو آپ کے جیب خاص سے بطور اعانت دینی ہزار پانسو روپیہ دینا خلاف منشاء سرکار نہ تھا۔ دیکھو گورنر جنرل لارڈ ہڈن لفٹیننٹ گورنر وغیرہ اس فنڈ کے معاونوں میں داخل ہیں، جس فنڈ سے پادری اشاعت دین پولوسی پر کمر باندھتے ہیں۔ اور جس فنڈ سے مذہب اسلام کی مخالفت میں عماد الدین و صفدر علی وغیرہ کتابیں لکھتے ہیں۔ پس اگر آپ اپنے صرف سے کچھ عنایت فرماتے تو پھر یہ گلہ ہی نہ ہوتا۔ جب قرآن و حدیث کے قائل رئیسوں کا یہ حال ہے۔ تو پھر شارب الخمر اور فسق و فجور کے مرتکب امیروں سے کیا امید اعانت دین ہو سکتی ہے۔ حضرات اہل اسلام سے ہم بارہا درخواست کر چکے ہیں۔ کہ ایک فنڈ ایسا قائم کیا جائے، جس کے سرمایہ سے کتب رد نصاریٰ چھپ کر مشتہر ہوں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کا ادھر خیال ہی نہیں آتا۔ دین اسلام کی یہ اشاعت جو آجکل مذہب پولوسی سے ہزار ہا درجے ترقی پر ہے یہ اس کی وجہ حقیقت اور سچائی اسلام ہی ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسلمان اس کی تائید کرتے ہیں۔ اگر مسلمان دین کی تائید کرتے تو علی وجہ الکمال اسلام اور بھی رونق پذیر ہوتا۔ اکثر رسائل و کتب مضامین رد مذہب پولوسی قالب تالیف میں آکر بے اعانتی کی وجہ سے مشتہر نہیں ہوئے ہیں، چنانچہ یہ کتاب جس کا ہم ریویو لکھ رہے ہیں، ایسی عمدہ اور مکمل کتاب ہے، کہ اس کا مطالعہ کر کے ہر ایک دین سے بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ مقابلہ اسلام کر کے حجت اسلام کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان ایسی کتاب کی تائید سے باز ہیں۔ مالدار مسلمان اگر زکوٰۃ کا مبلغ ہی اس کام کے لئے بخش دیں، تو آج تمامی کتب نامطبوعہ چھپ کر مشتہر ہو سکتی ہیں، زیادہ افسوس یہ ہے کہ آریہ اور برہمو سماج کے مذاہب باطلہ کی اشاعت کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ اس مذہب کے مرد خرچ کرتے ہیں اور مسلمان جن کو مذہبی طور پر اعانت دین واجب ہے، اعانت سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ صاحبو! فردا ے قیامت خدا اور رسول کو کیا جواب دو گے۔ بھائی دنیا کے لئے سب کچھ، تو کچھ عقبیٰ کیلئے بھی خرچ کریں۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ کا ثمرہ حاصل کریں۔ مالدار مسلمان سو پچاس سے کمک کریں۔ جو کم مقدور ہیں وہ ایک روپیہ سے ایک پائی تک دیں۔ اگر اس طرح کا سرمایہ بہم پہنچے، تو کیا کچھ اسلام کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اب مسلمانوں کو ضرور ہے، کہ خریداری براہین احمدیہ پر مستعد ہوں۔ اگر ایک شخص سے اس کتاب کی تائید نہ ہو سکے، تو ہر شہر و قصبہ میں دس دس پچاس پچاس مسلمان جمع ہوں، اور چندہ کریں۔ جو مبلغ چندہ سے حاصل ہو، وہ مصنف کتاب کے پاس بھیجا جاوے۔ اگر ہندوستان، پنجاب، بمبئی و دکن کے مسلمان ذرا بھی اس طرف متوجہ ہوں، تو عرصہ قلیل میں ساری کتاب براہین احمدیہ چھپ کر نور افزائے دیدۂ اہل ملل ہو جائے گی۔

الٰہی مسلمانوں کو دین کی اعانت کی توفیق دے۔ اسلامی ریاستوں کے امیر و نواب، دین متین کی تائید میں کمر باندھیں۔ الٰہی مصنف، اللّٰھم متع المسلمین بطول حیاتہ کو اس کتاب کی تصنیف کا اجر دے۔

آمین ثم آمین فقط ۔

(مورخہ ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۰۱ھ
نمبر ۱۲ جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۵ تا صفحہ ۱۹۸)
(مرسلہ مکرم محمد شمیم الدین صاحب
سیکرٹری مال برہ پور بھاگلپور)

امام مہدیؑ ــــ اور ــــ یوم الجمعہ

از محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ - قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء میں امام مہدی اور جمعہ کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ

"خدا کی تقدیر نے خوب کھول کر روز روشن کی طرح واضح فرما دیا کہ جماعت احمدیہ اور جمعہ کا ایک بہت ہی گہرا رشتہ ہے۔ ایک تاریخی رشتہ بھی ہے اور ایک حال کے زمانہ پر پھیلا ہوا رشتہ ہے اور ایک مستقبل کے زمانے میں رونما ہونے والے واقعات کا رشتہ ہے اور یہ ایسے گہرے تقدیری رشتے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح امام مہدی جمعہ بھی تھے اور امام مہدی بھی تھے۔ جماعت احمدیہ جماعت احمدیہ بھی ہے اور جمعہ بھی ہے۔ پس جمعہ کے ساتھ ہماری ساری بقا وابستہ ہے۔ ہمارے تمام کاموں کا نیک انجام تک پہنچنا وابستہ ہے۔"

(بدر ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء صفحہ ۵)

حضور انور کے اسی خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے زیر نظر مضمون ترتیب دیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیات، بزرگان سلف کی تصریحات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہ عجیب حقیقت ہم پر واضح ہوتی ہے کہ امام مہدی کا اپنی پیدائش، زمانۂ بعثت اور مقصد بعثت کے لحاظ سے جمعہ کے دن سے ایک گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ چنانچہ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے خود سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا:-

"اور نبیوں کا اس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہوگا۔ کیونکہ وہ سب سے آخر ہے۔ جیسا کہ آدم سب سے اول تھا۔ اور آدم چھٹے دن جمعہ کی اخیر ساعت میں پیدا ہوا اور چونکہ خدا کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے اس مشابہت سے خدا نے مسیح موعود کو ششم ہزار کے اخیر میں پیدا کیا گویا وہ بھی دن کی آخری گھڑی ہے۔ اور چونکہ اول کو آخر میں ایک نسبت ہوتی ہے اس لئے مسیح موعود کو خدا نے آدم کے رنگ پر پیدا کیا۔ آدم جوڑا پیدا ہوا تھا اور بروز جمعہ پیدا ہوا تھا اسی طرح یہ عاجز بھی جو مسیح موعود ہے جوڑا پیدا ہوا اور بروز جمعہ پیدا ہوا۔"

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸-۲۰۹)

قرآن مجید کی سورۃ الجمعۃ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ کی ایک بعثت امیوں میں ہوئی یعنی عربوں میں اور آپ کی دوسری بعثت آخرین میں مقدر تھی جو ابھی صحابہؓ سے نہیں ملے تھے۔ جیسا کہ آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعہ: ۴) سے ظاہر ہے۔ گویا آپؐ کی پہلی بعثت میں تکمیل ہدایت کا اہم کام سرانجام پایا۔ اور آپؐ کی دوسری بعثت جو آپؐ کے غلام، امتی اور بروز یعنی امام مہدی کے ذریعہ مقدر تھی اس میں تکمیل اشاعت ہدایت کا اہم کام سرانجام پانا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرین میں مبعوث ہونے والے امام مہدی کی عظیم الشان شخصیت دو زمانوں کو ملانے والی یا جمع کرنے والی تھی۔ علاوہ ازیں امام مہدی کا ایک اہم کام تمام اقوام عالم کو دین واحد پر جمع کرنا بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

(سورۃ توبہ: ۳۳۔ سورۃ صف: ۱۰)

یعنی وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

سورۃ الفتح آیت ۲۹ کا بھی بعینہٖ یہی مضمون ہے سوائے اس کے کہ آیت کے آخر میں وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خدا سے بڑھ کر اور کوئی قابل اعتماد گواہ نہیں ہے۔ یعنی ادیان عالم پر یہ غلبہ ہونا پتھر کی لکیر ہے ایک ایسی تقدیر ہے جو لازماً رونما ہو کر رہے گی۔ جسے دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکے گی۔

گویا سورۃ الجمعہ میں امام مہدی کی بعثت اور جمعہ کی عظمت دونوں کا بیان اور سورۃ صف میں امام مہدی کے ذریعہ تمام اقوام و ادیان عالم کو دین واحد پر جمع کرنے کی پیشگوئی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی کا جمعہ اور جمع کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ تکمیل ہدایت کا دن چھٹا دن تھا یعنی جمعہ۔ اس لئے رعایت تناسب کے لحاظ سے تکمیل اشاعت ہدایت کا دن بھی چھٹا دن ہی مقرر کیا گیا۔ یعنی آخر الفِ ششم جو خدا کے نزدیک دنیا کا چھٹا دن ہے۔ جیسا کہ اس وعدہ کی طرف آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اشارہ فرما رہی ہے۔ اور اس چھٹے دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خو اور رنگ پر ایک شخص جو مظہر تجلیات احمدیہ اور محمدیہ تھا مبعوث فرمایا گیا تا تکمیل اشاعت ہدایت فرقانی اس مظہر تام کے ذریعہ سے ہو جائے۔ غرض خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے اس بات کا التزام فرمایا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت فرقانی چھٹے دن ہوئی تھی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت قرآنی کے لئے الفِ ششم مقرر کیا گیا جو بموجب نص قرآنی چھٹے دن کے حکم میں ہے۔ اور جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن جمعہ تھا ایسا ہی ہزار ششم میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کا مفہوم مخفی ہے۔ یعنی جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصہ تمام مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرتا ہے اور متفرق ائمہ کو معطل کر کے ایک ہی امام کا تابع کر دیتا ہے اور تفرقہ کو درمیان سے اٹھا کر اجتماعی صورت مسلمانوں میں پیدا کر دیتا ہے یہی خاصیت الفِ ششم کے آخری حصہ میں ہے۔ یعنی وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ اس وقت اس ہادی کا پرتو ایسے زور میں ہوگا کہ بہت دور افتادہ دلوں کو بھی خدا کی طرف کھینچ لائے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے کہ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا (الکہف: ۱۰۰) پس یہ جمع کا لفظ اسی روحانی جمعہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۹)

اسی طرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی صورت میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا۔ وہ جمعہ اب آ گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے ..... یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے۔ اتمام نعمت کا وقت آ پہنچا ہے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو اس سے آگاہ ہیں۔ اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں۔ مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائے گا۔ اور اپنے زور آور حملوں سے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

آیت کریمہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے بارے میں تقریباً سارے مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غلبۂ اسلام اور دنیا کے تمام لوگوں کو دین واحد پر جمع کرنے کا یہ اہم کام مسیح موعود اور امام مہدی کی ذات سے وابستہ ہے۔ چنانچہ تفسیر قرطبی میں لکھا ہے:-

"قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَالضَّحَّاكُ هٰذَا عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ السُّدِّيُّ ذَاكَ عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِيِّ"۔

(تفسیر قرطبی جزو نمبر ۸ سورۃ توبہ زیر آیت ہذا)

یعنی حضرت ابوہریرہ اور ضحاک کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا، نزول مسیح کے وقت پورا ہوگا۔ اور سُدّی کہتے ہیں کہ ظہور مہدی پر یہ وعدہ پورا ہوگا۔ (یاد رہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں دو الگ الگ شخص نہیں ہیں)

تفسیر روح المعانی الجزء العاشر سورۃ توبہ صفحہ ۷۷ زیر آیت ہذا لکھا ہے:-

"وَذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ"

نیز لکھا ہے:-

"وَقِيْلَ اِنَّ تَمَامَ هٰذَا الْاِعْلَاءِ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسٰى"۔

(روح المعانی جزو ۲۶ سورۃ الفتح صفحہ ۱۱۲ زیر آیت ہذا)

یعنی اکثر مفسرین اس امر کے قائل ہیں کہ یہ وعدہ مسیح موعود کے زمانہ میں پورا ہوگا۔

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:-

(عربی سے اردو ترجمہ) ــــ

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اس آیت میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرے گا۔ اور اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے وقت میں ہوگی اور سُدی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ مہدی موعود کے زمانہ میں ہوگا۔"

(تفسیر رازی جزء ۱۹ تفسیر سورۂ توبہ ص۴۰)

اسی آیتِ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید بالاکوٹ فرماتے ہیں کہ:-

"ظاہر ہے کہ دین کی ابتداء حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی لیکن اس کا اتمام مہدی کے ہاتھ پر ہوگا۔"

(ترجمہ از فارسی۔ منصبِ امامت ص۷۰ مطبوعہ آئینہ ادب۔ چوک مینارہ۔ انارکلی لاہور ۱۹۶۷ء)

ابوعبداللہ سے روایت ہے قَالَ يَخْرُجُ قَائِمُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۴۳)

کہ ہمارا مہدی جمعہ کے دن نکلے گا۔ اور جیسا کہ ابتداء میں صراحت کی جا چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہزار ہفتم میں ہوئی اور یہ حسنِ اتفاق ہے کہ حضرت آدم کی طرح آپ کی پیدائش بھی جمعہ کے دن ہوئی۔

علاوہ ازیں امام مہدی کے ناموں میں سے ایک نام جمعہ بھی ہے۔ جو پہلے سے ہی مذکور چلا آتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے (ترجمہ از فارسی):-

"جمعہ مہدی علیہ السلام کے مبارک ناموں میں سے ہے یا آپ کی ذاتِ شریف سے کنایہ ہے یا اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ اُس کا لوگوں کو جمع کرنا ہے .... حضرت امام علی تقی علیہ السلام نے فرمایا جمعہ میرا بیٹا ہے (یعنی امام مہدی جس کا نام جمعہ ہے وہ میرا رُوحانی بیٹا ہے۔ ناقل) اور اسی کی طرف اہلِ حق اور صادق لوگ جمع ہوں گے ......

وہ تمام دینوں کو ایک دین پر جمع کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر اتمامِ نعمت کرے گا اور حق کو اس کے ذریعہ ظاہر و ثابت اور باطل کو محو کرے گا۔ اور وہ مہدی ہے جس کی تمہیں انتظار ہے۔"

(النجم الثاقب جلد اوّل مؤلفہ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالغفور ۱۳۰۷ھ ہجری)

چنانچہ تکمیل اشاعتِ ہدایت کا دور جب حضرت امام مہدی کی بعثت سے شروع ہوا تو خدا تعالیٰ کی تقدیر نے نئی نئی ایجادات و اختراعات اور ذرائع رسل و رسائل کے ذریعہ پوری دُنیا کو ایک شہر کی مانند بنانا شروع کر دیا۔ ایک ملک کے دوسرے ممالک سے اور ایک برِّاعظم کے دوسرے برِّاعظموں کے ساتھ نہایت قریبی تعلقات قائم ہوتے چلے گئے۔ اور اس کے نتیجہ میں اشاعت و غلبۂ اسلام اور اتحاد و اجتماعِ اقوامِ عالم کے عالمگیر منصوبہ میں بے حد سہولتیں پیدا ہو گئیں۔

اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مقدس جماعت جماعتِ احمدیہ نے ان ذرائع اور سہولیات سے پُورا پُورا استفادہ کرتے ہوئے دُنیا کے ہر برِّاعظم میں اشاعتِ اسلام کی مہم کا جال پھیلا دیا اور بفضلہ تعالیٰ آج دنیا کے ۱۳۰ ممالک میں جماعتِ احمدیہ کے فعّال مشن تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کے اہم فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے رات دن مجاہدہ کر رہے ہیں جس سے اقوامِ عالم ایک وسیع اور عالمگیر برادری میں منسلک ہو کر امام مہدی اور یوم الجمعہ کے گہرے اور اٹوٹ رشتہ کے تحت "جمع" کی پیشگوئی کو پُورا کر رہی ہیں۔

اور اس تعلق میں ایک اہم اور عظیم الشان پیش رفت اُس وقت ہوئی جب سٹیلائیٹ کے ذریعہ امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطباتِ جمعہ ٹیلی کاسٹ کرنے کی مہم کا آغاز فرمایا اور نہ صرف خطباتِ جمعہ بلکہ جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۹۲ء کے موقعہ پر افتتاحی اور اختتامی خطابات ٹیلی کاسٹ کر کے ایک عالمگیر جلسہ سالانہ کی بنیاد عملی طور پر رکھ دی ہے۔ کیونکہ اس سے قبل اگرچہ قادیان اور ربوہ کے جلسہ سالانہ میں دُنیا کی متعدد اقوام کے نمائندے شامل ہو کر جمعہ کا نظارہ پیش کرتے تھے۔ لیکن گزشتہ سال کے جلسہ سالانہ قادیان میں نہ صرف مختلف اقوام و ممالک کے نمائندے ہی شامل ہوئے بلکہ قادیان کے لئے لندن میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں حضور انور کے خطابات کو نہ صرف قادیان کے جلسہ میں شامل ہونے والے نمائندوں نے سُنا اور دیکھا بلکہ دُنیا کے چار بڑے برِّاعظموں کے افراد بھی براہِ راست ان سے استفادہ کرتے ہوئے عملاً اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور یہ جمع کا نظارہ ایسا حسین اور حیران کن تھا کہ دن کے ۲۴ گھنٹوں میں سے ہر پہر میں ساری دنیا پر محیط ہو رہا تھا۔ علاوہ ازیں رمضان المبارک میں حضور انور کے درس القرآن ہفتہ اور اتوار کو جو ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں وہ بھی جمعِ اقوام کا ایک پہلو ہے۔ گویا اس سال کے رمضان کو بھی ایک عالمی اجتماعیت کا رنگ حاصل ہو گیا۔ فالحمدُ للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ اور یہ سب کوئی اتفاقی حادثات یا محض دنیوی اسباب نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر دُنیا کو اس طرف لا رہی ہے۔ اور اس کے بارے میں بہت پہلے سے بزرگانِ سلف نے بھی تصریحات کر دی تھیں کہ امام مہدی کے زمانے کی یہ علامتیں ہیں تاکہ اہلِ بصیرت حق اور صداقت کو شناخت کر کے، ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں اور دینی اور دُنیوی برکات حاصل کر سکیں۔

چنانچہ صاحب النجم الثاقب نے ظہورِ مہدی کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ اس کے ماننے والے مشرق میں ہوں گے مگر وہ مغرب والوں کو دیکھیں گے۔ لکھا ہے:- (ترجمہ از فارسی)

"شیخ جلیل فضل بن شاذان نے اپنی غیبت میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا ضرور ہے کہ مومن امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا۔ وہ اپنے اُس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہے وہ اپنے اُس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہے۔"

(النجم الثاقب جلد اوّل ص۱۱)

پس مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ اب ہم اہلِ مشرق اپنے پیارے آقا اور دیگر بھائیوں کو جو مغربی دُنیا میں ہیں بذریعہ ٹیلی ویژن دیکھ رہے ہیں۔ اور وہ دن دُور نہیں جب جماعتی سطح پر ایسا انتظام بھی ہو جائے کہ اہلِ مشرق و مغرب دونوں ایک دوسرے کو ایک ہی وقت میں دیکھ اور سُن سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ابن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلویؒ اپنی کتاب "قیامت نامہ" کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں (فارسی سے اُردو ترجمہ):-

"بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات غور سے سُنو۔ اور اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سُنیں گے۔"

کتاب "مہدی موعود" جلد سیزدہم بحار الانوار ص۱۱۸ پر لکھا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں (عربی سے اُردو ترجمہ):-

"ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کے کانوں کی شنوائی اور بینائی کو بڑھا دے گا۔ یہاں تک کہ یُوں محسوس ہوگا کہ گویا امام قائم اور ان کے درمیان ایک برید (بارہ میل) کے برابر فاصلہ رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سُنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے بھی۔ جبکہ وہ امام اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا۔"

اسی طرح امام باقرؒ نے فرمایا کہ:-

"حضرت امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا۔ اس کی آواز مشرق میں رہنے والوں کو بھی سُنے گی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی۔ یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا۔"

پس مواصلاتی سیّارے کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطباتِ جمعہ کا ٹیلی کاسٹ ہونا خدائی تقدیر کا واضح اشارہ ہے کہ اس آواز کو جس قدر بھی دبانے کی کوشش کی جائے گی وہ آواز دبنے کی بجائے پہلے سے کہیں زیادہ قوّت کے ساتھ اُبھرے گی۔ اور جس تبلیغ کے دروازے مخالفوں نے بند کر دیئے ہیں، اب اِن خطباتِ جمعہ کے ذریعہ یہ تبلیغ بلا روک ٹوک گھر گھر پہنچے گی۔ اور مخالفین دانت ہی پیستے رہ جائیں گے۔ کیونکہ ان کے مقدر میں سوائے حسرت اور ناکامی کے اَور کچھ نہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صداقتِ احمدیت کے اِس عظیم الشان نشان اور نمایاں اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السّلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہُوا ہے۔ دُنیا کو اِن ذرائع سے جمع کرنا اور دین میں جمع کرنا اور خُطبہ کے ذریعہ اور جمعہ کے دن جمع کرنا یہ وہ سارے مقدرات ہیں جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے اور اُن آیاتِ کریمہ سے ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یعنی سورۂ جمعہ۔ سورۂ صف۔ سورۂ توبہ اور سورۂ فتح کی اُن پیشگوئیوں سے ہے جن کا مظہر آج دُنیا میں صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السّلام کے غلام یعنی جماعتِ احمدیہ ہے۔ اور یہ ایسا اعزاز ہے جو مِل چکا۔ اور دُنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اب اِس اعزاز کو جماعتِ احمدیہ سے چھین نہیں سکتیں۔ ایسی سعادت ہے کہ جن کے حصّے آگئی، جسے خدا نے عطا فرما دی وہ اب دُنیا کی تمام عظمتیں رکھنے والی سلطنتیں بھی مل کر چاہیں تو اب اس سے چھین نہیں سکتیں۔ جو سبقت جماعت کو نصیب ہوگئی وہ نصیب ہو گئی۔ اور اب اُن کے لئے تو اگر وہ ظالم ہیں اور دُشمنی رکھتے ہیں تو سر پیٹنے اور واویلا کرنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء بحوالہ بدر ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء ص۲)

اللہ تعالیٰ مخالفینِ احمدیت کو بصیرت عطا فرمائے کہ وہ اپنی ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ایک طرف اپنے مخالفانہ کردار کا اور دوسری طرف احمدیت کی عظمت و صداقت کا موازنہ کر سکیں۔ اور تمام مسلمان حقیقت میں اُمّتِ واحدہ بن کر ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ آمین ۞

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خدمت انسانیت

(۱) ہمدردی بنی نوع انسان

از مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب

”نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا“

یہ ہیں وہ الفاظ شرائط جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بطور نویں شرط مقرر ہیں۔ قیام جماعت سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کو شائع فرمایا۔ اور دس شرائط تحریر فرمائے جن پر عمل کرنے کا اقرار کرکے ہی کوئی شخص جماعت احمدیہ میں داخل ہو سکے گا یعنی کوئی سچا احمدی نہیں ہو سکتا جب تک اس شرط پر عمل نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ جس کثرت سے ایسے افراد پھیلتے چلے جائیں گے مخلوق خدا اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کرنے والے لوگوں کا اضافہ ہوتا جائے گا اور ایسا معاشرہ پیدا ہوگا اور ایسی حکومت کا قیام ہوگا جن کے دلوں سے ہمدردی بنی نوع پھوٹے گی۔

انبیاء علیہ السلام لوگوں کو انسانیت کا سبق دینے آتے ہیں خود ان کے دلوں میں بھی ہمدردی انسانیت کوٹ کوٹ کر بھر دی جاتی ہے اور وہ ان کو روحانی و جسمانی دکھوں میں مبتلا دیکھ کر بے چین و بے قرار ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو اس کے دور کرنے کے لئے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرتے ہیں تو دوسری طرف ان کی بھلائی و بہبود کے لئے خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں۔

تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین پس وہ شخص جو اپنے روحانی تعلق کی بنیاد ہی تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرے گا اور ہر جہت سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے گا اس کا اپنا نمونہ کیسا اعلیٰ و شاندار ہوگا چنانچہ آپ فرماتے ہیں

”ہم تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔“

(اربعین)

آپ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی ہمدردی میں گذرتا تھا۔ آپ شدید افسوس حتی کہ دشمنوں کی تکلیف سے بھی پریشان ہو جاتے۔ پنڈت لیکھرام کے مرنے پر فرمایا۔

”ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ اور اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا اگر زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس کے زخم ایسے ہوتے کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جا چکا ہوتا تب بھی وہ بچ جاتا اور زندہ رہتا۔

(سراج منیر ص ۲۴)

قادیان کے ایک صاحب لالہ بڈھا مل بہت کٹر قسم کے آریہ تھے اور حضور کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ جب حضور نے منار کی بنیاد رکھی تو قادیان کے ہندو بھائیوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے شکایت کی کہ مینار کی تعمیر روک دی جائے۔ کیونکہ اس سے ہماری بے پردگی ہوگی۔ ڈپٹی صاحب نے یہ درخواست مجسٹریٹ علاقہ کے پاس رپورٹ کے لئے بھجوا دی یہ ڈپٹی صاحب قادیان آئے اور حضور سے منار کی تعمیر کے متعلق دریافت کیا حضور نے فرمایا کہ میرا مقصد سیر و تفریح و تماشہ نہیں بلکہ دینی غرض کے لئے بنایا ہے۔ اور بھی گفتگو ہوئی آخر پر آپ نے ڈپٹی صاحب سے فرمایا کہ یہ لالہ بڈھامل (اپنے ساتھیوں کے ساتھ) بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ میرے لئے ان کو فائدہ پہنچانے کا کوئی موقعہ پیدا ہوا ہو اور میں نے ان کی امداد میں دریغ کیا ہو اور پھر ان سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے نقصان پہنچانے کا انہیں کوئی موقعہ ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رکے ہوں۔ حافظ روشن علی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت لالہ بڈھامل پاس بیٹھے تھے مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے انہیں جرأت نہیں ہوئی کہ حضور کی بات کا جواب دیتا تو درکنار حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔ انسانی ہمدردی کی یہ شاندار مثال ہے

حضور کے چچا زاد بھائیوں نے ایک بار حضور کی ایذا رسانی کے لئے مسجد مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ دی اور نمازیوں اور ملاقاتیوں کا رستہ بند ہو گیا اور سخت مصیبت کا سامنا ہوا لاچار اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کرنا پڑی لمبے عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا بالآخر حضور کے حق میں فیصلہ ہوا اور دیوار گرا دی گئی اور وکیل نے حضور کی اجازت کے بغیر ہی مخالفین پر خرچہ کی ڈگری حاصل کرکے قرقی کا حکم جاری کرا لیا۔ آپ کے بھائیوں نے لجاجت سے بھرا ہوا ایک خط آپ کی خدمت میں تحریر کرتے ہوئے لکھا کہ بھائی ہو کر ہمیں کیوں ذلیل کرتے ہو جب حضور کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ وکیل پر سخت خفا ہوئے کہ میری اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی ہے اسے فوراً واپس لو اور اپنے بھائیوں کو خط لکھا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں قرقی نہیں ہوگی یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔

سیٹھی غلام نبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضور کی ملاقات کے لئے قادیان آیا سردی کا موسم تھا کچھ بارش بھی ہو رہی تھی جب رات کو کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گذر گئی ۱۲ بجے کے قریب کسی نے میرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کھولا تو دیکھا کہ حضور کھڑے ہیں ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس اور دوسرے میں لالٹین ہے میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا کہ آپ کو دے آؤں آپ یہ پی لیں شاید آپ کو دودھ کی عادت ہوگی۔ اس لئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہتے ہیں کہ میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک سے کیسی دلداری کرتا ہے۔ اور ان کی راحت کے لئے کس قدر تکلیف اٹھاتا ہے۔

ایک بار حضور چہل قدمی سے واپس آکر مکان میں داخل ہوا ہے تھے کہ کسی سائل نے دور سے سوال کیا مگر اس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں سائل کی آواز گم ہو گئی حضور اندر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد حضور کے کانوں میں اس کی دکھ بھری آواز (باقی ص ۲۳)

"ہو جس کے منتظر تم وہ آئے گا قیامت تک"

مکرم مولوی مبشر احمد صاحب کوثر مبلغ نیپال

چند روز قبل مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی کتاب "ختم نبوت" کے مطالعہ کا موقع ملا جس میں اکثر واقعات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہیں یہاں پر صرف دو واقعات کا ذکر افادہ عام کے لئے کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس سے مولانا کے عالم قرآن ہونے کا پتہ چلتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا موصوف مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں "پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا اہم نازک معاملہ ہے قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر۔ اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر"

جبکہ قرآن کریم یہ فیصلہ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص جھوٹا مدعی نبوت ہو اور کوئی آدمی اس کو نبی تسلیم کرے تو وہ ہرگز کافر نہیں۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ۔

(المؤمن رکوع ۴ آیت ۲۹)

ترجمہ:۔ اور آل فرعون میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا مگر اپنا ایمان چھپاتا تھا اس نے کہا اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو صرف اس لئے مارتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے نشانات بھی لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو اس کی کہی ہوئی بعض (انذاری پیشگوئیاں) تمہارے متعلق پوری ہو جائیں گی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔ اللہ حد سے بڑھنے ہوئے اور بہت جھوٹ بولنے والے کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔

مولانا صاحب مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۲۹ پر جو قرآن کریم کے سراسر خلاف بات لکھ رہے تھے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے بھی آج سے چودہ سو سال قبل سورہ المومن کی آیت نمبر ۲۹ ہی میں بڑے زور دار الفاظ میں اس کا جواب دے دیا "وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ" کہ اگر کوئی شخص جھوٹا مدعی نبوت ہو تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا (نہ کسی اور پر) اور اس کے سچا ہونے کی صورت میں تمہیں وہ کچھ ملے گا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔

چونکہ مولانا جھوٹ اور دروغگوئی میں حد اعتدال سے تجاوز کر رہے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے یہ فیصلہ فرما کر کہ میں کبھی بھی مسرف اور کذاب کو کامیاب نہیں کیا کرتا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ مودودی صاحب نے وہ احادیث جن میں مسیح موعود کی آمد ثانیہ کا ذکر ملتا ہے ان کو اکٹھا کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ مسیح جو آج سے دو ہزار سال قبل اس دنیا میں تشریف لائے تھے اس زمانے میں بھی وہی مسیح صرف اور صرف دجال کو قتل کرنے کے لئے تشریف لائیں گے مولانا موصوف مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۵۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ (مسیح) وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے ورنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے"

جہاں تک خدا تعالیٰ کی قدرت کا سوال ہے ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ہمیں اس سے انکار نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کے بھی کچھ قوانین ہیں جو آج قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔ مولانا کی مذکورہ بالا عبارت کہ "بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے" یہ بات سراسر قانون قدرت کے خلاف ہے اور ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔

(المومنون آیت ۱۰۰-۱۰۱)

اور اس وقت جب ان میں سے کسی کی موت آ جائے گی تو وہ کہے گا اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے مجھے واپس لوٹا دے مجھے واپس لوٹا دے۔ تاکہ میں اس جگہ جس کو میں چھوڑ کر آگیا ہوں (یعنی دنیا میں) مناسب حال عمل کروں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ یہ صرف ایک منہ کی بات ہے جسے وہ کہہ رہے ہیں اور ان کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے (پس وہ دنیا کی طرف زندہ کر کے کبھی لوٹائے نہیں جائیں گے)۔

قرآن کریم کی یہ آیت کسی تشریح کی محتاج نہیں ان آیات میں خدا تعالیٰ نے کھول کر بیان کر دیا کہ مرنے کے بعد کوئی انسان اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں آئے گا۔

ممکن ہے مولانا کے ہم خیال علماء یہ کہیں کہ مذکورہ بالا آیت تو کفار اور فجار کے متعلق ہے کہ وہ چاہیں گے کہ دوبارہ دنیا میں جا کر نیک اعمال بجا لائیں۔ لیکن اللہ ان کو موقع نہیں دے گا۔ لیکن نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے تو سنیئے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب جنگ احد میں شہید ہو کر خدا کے حضور حاضر ہوئے تو اللہ نے ان سے پوچھا کہ اے جابر تو بتا تیری کیا خواہش ہے عرض کیا اے اللہ میری بس یہی خواہش ہے کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے اور میں پھر تیری راہ میں شہید کیا جاؤں تیری راہ میں جان دینے میں مزا ہے وہ کسی چیز میں نہیں۔ اللہ نے فرمایا اے جابر ہم تیری خواہش پوری نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ہمارا قانون ہے کہ مرنے والے پھر دنیا میں واپس نہیں جاتے۔ فرمایا: "قد سبق القول منی انهم لا یرجعون۔"

اب مولانا صاحب اور ان کے ہم خیال علماء بتائیں کہ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ کہ وہ اللہ کی آیات کے بعد کن باتوں پر ایمان لائیں گے

قرآن پاک نے بتلایا کہ مر گیا عیسیٰ
نہ مر کر آنے کا کوئی نبی اور نہ کوئی عیسیٰ

مذکورہ بالا اقتباس میں مولانا صاحب یہ بات بھی بیان کرتے ہیں کہ "یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار سال تک زندہ رکھے" یہ بات بھی کلام اللہ کے مخالف ہے کیونکہ خدا تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے فیها تحیون و فیها تموتون (سورہ اعراف آیت ۲۶) کہ اسی زمین پر تم زندہ رہو گے اور اسی پر تمہیں موت آئے گی پس کسی اور جگہ پر رکھنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

ان حوالہ جات سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ مولانا کی تحریر میں حق بات کس حد تک پائی جاتی ہے بلکہ ان کی علمیت کا بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جس سے ان کی تحریرات سے ہی یقین اٹھ جاتا ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آخر پر میں مولانا کے ہم خیال علماء اور دوسرے لوگوں کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمام قرآنی بند کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لائیں اس کے علاوہ قرآن کریم کی صحیح تفسیر آپ کو مل ہی نہیں سکتی۔

جماعت احمدیہ کے عقائد

سیدہ مقدرۃ النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھوبنیشور (اڑیسہ)

احمدیت اس مذہبی تحریک کا نام ہے جس کی بنیاد حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک باقاعدہ جماعت کی صورت میں ۱۸۸۹ء بمطابق ۱۳۰۶ھ میں خدا کے حکم سے رکھی تھی۔

جماعت احمدیہ کے عقائد۔ ہمارا کلمہ توحید و رسالت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ ہماری آخری تشریعی کتاب جو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے تاقیامت ہدایت کے لئے آئی ہے قرآن مجید ہے۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین صدق دل سے مانتے ہیں بہتر ہے کہ حضرت سیدنا مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں آپ اور آپ کی جماعت کے عقائد ملاحظہ کئے جائیں جو آپ بارہا اپنی مختلف کتابوں میں تحریر فرما چکے ہیں۔

"مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔"

(کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

پھر اپنی کتاب ایام الصلح میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔۔۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود اپنے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ وَالْمُفْتَرِیْنَ" (ایام الصلح صفحہ ۸۶، ۸۷)

اور فرماتے ہیں۔

"ہمارا صرف ایک ہی رسولؐ ہے اور ایک ہی قرآن شریف اس رسولؐ پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ شریعت بنالی۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہؐ کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کو کھولنے کی کوئی اور کنجی ہے ہی نہیں بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمودہ کا تابعدار نہیں اور اور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔"

(ملفوظات ۔ صفحہ ۷۹)

اور فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے خدا نے ان کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ سب سے بہتر یہ جماعت ہے۔ جس نے ہم کو دیکھا۔ اور ہماری باتوں کو سُنا خدا کے طرف رجوع کر کے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف آتا ہے وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے۔"

(ملفوظات صفحہ ۲۴۴)

اب ایک مومن مسلمان ہونے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر مردہ اسلام کو زندہ کیا اور حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور اُن مفاسد کو اسلام سے دور کیا جو خود غرض ملاؤں نے ملا دیئے تھے لیکن افسوس ہے کہ عام طور پر جماعت احمدیہ کے مخالفین ہمیشہ اس سلسلہ کو بدنام کرنے کے لئے غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں دلائل سے گریز کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیشہ اپنے مقاصد میں ناکام و نامراد ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ اب عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اس کی مرکزی اجتماعیت "حبل المتین" سے والبسطہ ہے اور اب خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہو چکی ہے اور دوسرے تمام فرقوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

(در ثمین۔ منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب صفحہ ۱۴۱)

غالب رہے گا مہدی ہے حکم آسمانی

اے آزمانے والے آتو بھی آزما لے — مٹ جائیں گے جہاں سے کلمہ مٹانے والے
دل میں ہے آگ سوزاں۔ وقادِ طبع اُن کی — مُلّا کی شورشوں سے یارب ہمیں بچا لے
دربارِ مصطفےٰ تک اپنی ہو گر رسائی — دردو الم کا غم کیا۔ ہم کو ستانے والے
دل کی ہے یہ دُہائی۔ ہوتی میری رسائی — اے کاش تم نہ ہوتے کلمہ مٹانے والے
اُمت ہو مصطفےٰ کی۔ اللہ ہمیں سنبھالے — دل سے میری دُعا ہے۔ مولیٰ تمہیں بچالے
خوش باش ہوں گے مومن۔ ہنسنے ہنسانے والے — روتے رہیں گے ہردم اُن کو رلانے والے
ہیں احمدی خراماں۔ دل میں ہے نور ایماں — سینہ پہ اپنے ہردم کلمہ سجانے والے
غالب رہیگا مہدی ہے حکم آسمانی — تم کون ہو زمین سے اس کو مٹانے والے
"ہم آخرین منہم" چھا جائیں گے جہاں پر — سارے جہاں کو ہوں گے کلمہ پڑھانے والے
ناموسِ مصطفےٰ کو ہیں ہم سجانے والے
مٹ جائیں گے جہاں سے ہم کو مٹانے والے

(چوہدری عنایت اللہ احمدی سابق مبلغ مشرقی افریقہ حال لندن)

شانِ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے مردہ دلوں کو تو نے حیات بخشی ہے جاودانی
طفیل تیرے عطا ہوئی ہے ہمیں جہانوں کی پاسبانی
ہمیں پلائے ہیں جام تو نے خدائے واحد کی معرفت کے
ہمیں بتائے ہیں راز تو نے خدائے رحمت کی مغفرت کے
رسوم و بدعت کی ساری قیدوں سے تو نے ہم کو رہائی بخشی
کیا ہمارے دلوں کو روشن فلک کی ہم کو رسائی بخشی
یقیں کی دولت عطا کی ہم کو دیا خزانہ دعا کا ہم کو
نہ ٹوٹے ہرگز خدا سے رشتہ سبق دیا یہ وفا کا ہم کو
کیا ہمارے دلوں میں پیدا خدائے واحد کا پیار تو نے
عطا محمد کے عشق کا پھر نگہ کو بخشا خمار تو نے
ملا ہے مومن کو فیض جو بھی ہے تیری شفقت تیری عطا ہے
ہیں خالی دامن تھا بے نوا تھا یہ میرے آقا تیری دُعا ہے

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

بقیہ صفحہ نمبر ۱۶

روایت حضرت حافظ نور احمد صاحبؓ لدھیانوی) حیاتِ احمد جلد سوم ص ۲۷ تا ۲۸ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی۔ مطبوعہ اسلامی پریس حیدرآباد دکن، اگست ۱۹۵۱ء (۶) ۔ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد نمبر ۱ ص ۲۷۷ ایضاً کلام امیر (ضمیمہ بدر قادیان) ص ۲۵ کالم ۲۔
(۷) ۔ (عکس الفاظ بیعت) تاریخ احمدیت جلد ۴ ص ۱۲۷ ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ دسمبر ۱۹۶۳ء۔
(۸) ۔ سیرت المہدی جلد عدلہ ص ۱۷۷ ، ۱۷۸ وجلد ۳ ص ۲۰ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔
(۹) ۔ اصحاب احمد جلد چہارم ص ۸۶ مؤلف ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناشر طاہر اکیڈمی لاہور مئی ۱۹۹۱ء۔

درخواست دعا
مکرم حمید اللہ صاحب لائبریری آف لندن کا دل کا اپریشن ۲۳/۵/۹۳ کو ہونا قرار پایا ہے احباب سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے دعا کی التجا ہے۔ (عبد المالک لاہور)

بقیہ صفحہ نمبر ۱۹

گونجی تو آپ نے باہر آکر پوچھا ایک سائل کہاں گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو یہاں سے چلا گیا ہے۔ آپ پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر پھر سائل کی آواز آئی آپ لبیک کہ باہر آئے اور اس کے ہاتھ میں کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دُعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل)

قادیان کے غیر مسلم افراد کی عیادت و خبر گیری کے لئے بھی اکثر اوقات خود بلا ان کے بلانے پر تشریف لے جاتے۔ چنانچہ لالہ شرمپت رائے کے شکم پر جب پھوڑا نکلا تو حضور کو جب اطلاع ہوئی آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ تشریف لے گئے عیادت کی مشورہ دیا اور علاج کے لئے ڈاکٹر کو بھیجا۔

لالہ ملاوامل ایک بار رینگن کے درد میں مبتلاء ہو گئے حضور ایک خادم کے ذریعہ صبح شام ان کی خبر منگواتے اور دن میں ایک بار خود جاکر عیادت کرتے اور علاج بھی کرتے۔

باوجود اس کے کہ حضور اپنے شہر کے رئیس تھے خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بھی لوگوں کے گھروں میں آنا جانا اس طرح درست نہ تھا مگر انسانی ہمدردی میں یہ بات آپ کے تصور میں بھی نہ آئی۔ اور ہمدردی بنی نوع انسان میں اپنے پرائے کی تمیز بھی نہ کرتے مریضوں کی عیادت وانسانی ہمدردی سے تعلق رکھنے والے بے شمار واقعات ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی ہی ان کاموں میں گذرتی تھی۔ دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے آپ نے ایسے اصول تحریر فرمائے جو آب زر سے لکھنے جانے کے قابل ہیں حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک کتاب پیغام صلح کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں کو آپس اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس تعلق میں آپ نے بعض اصول پیش فرمائے۔

۱۔ ہر قوم ایک دوسرے کے نبیوں رشیوں اور اوتاروں کی عزت کرے

۲۔ ایسے امور سے اجتناب کیا جائے جس سے کسی قوم کے مذہبی جذبات کی دلشکنی ہوتی ہے۔

۳۔ ہندو اور مسلمان یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ ایک دوسرے کو اس ملک سے جلاوطن کر دیں گے انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد اور یقین کرتے ہوئے اسی ملک میں بھائیوں کی طرح امن و اتحاد سے رہنا ہوگا۔ خدمت انسانیت کے تعلق میں آپ کی مبارک زندگی کے آخری دنوں کا یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جسے انسانیت کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ اس ضمن میں آپ نے نہ صرف ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی خدمت کی بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو یہ حسین تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت وعظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تاریخ کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(تحفہ قیصریہ ص ۸)

اخبارِ احمدیہ : بقیہ صفحہ ۲

اس مہینے میں جب انسان کی بدیوں کو باندھا جاتا ہے تو حقیقت میں اُس کا شیطان باندھا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کی خاطر ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ روزے اس کے لئے نہیں ہوتے بلکہ وہ میرے لئے ہوتے ہیں۔ اور میں اس کی جزاء و بنا ہوں یا میں خود اُس کی جزاء ہوں۔ روزے تو ڈھال کی طرح ہیں۔ جب بھی انسان کو روزے کا دن نصیب ہو اُس میں وہ بیہودہ گوئی سے کام نہ لے اور نہ ہی شور و شر کرے۔ اور اگر اُسے کوئی گالی دے یا اُس سے لڑائی کرے تو اُس سے کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ کے حضور مُشک کی خوشبو سے بھی بہت بہتر ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے اور اُس کا دِل فرحت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ دوسری وہ خوشی جب وہ اپنے ربّ کو پالیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ روزہ میرے لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے کے ذریعہ سے لقائے باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ ملاقات آخرت کے لئے ہی مقدّر نہیں ہے بلکہ اِس دُنیا میں مِلتی ہے۔ کیونکہ آخرت کی ملاقات تو ہر مرنے والے کی ہوتی ہی ہے۔ روزہ کی جزاء خدا خود تب بنتا ہے کہ وہ خود آگھڑا ہو۔ اور خود مُلاقات کے لئے اپنے جلوے انسان پر ظاہر فرمائے۔ حضور انور نے آیتِ کریمہ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ..... الخ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اِس آیت میں فرماتا ہے کہ اگر تم رمضان کے روزے رکھو گے تو میرا وعدہ ہے کہ میں لقاء کے لئے آجاؤں گا۔ اور رمضان کا آخری مقصد لقائے باری تعالیٰ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارے روزوں کی قبولیت کا نشان یہ ہے کہ رمضان المبارک کے اختتام سے پہلے پہلے ہم اللہ کے جلوؤں کے نظارے دیکھیں۔ قُربِ الٰہی کی لذّت محسوس کریں۔ حضور انور نے حدیث نبویؐ "روزہ دار کے مُنہ کی بُو خدا تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ روزہ دار کی قوّتِ شامّہ بھی روزے کی قربانی میں شامل ہوتی ہے۔ حضور انور نے حدیث نبویؐ "جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام "ریّان" ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار اُس سے داخل ہوں گے۔ اُن کے سوا کوئی اَور اُس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو پھر وہ بند کر دیا جائے گا۔" کی نہایت شاندار تفسیر فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ــــ "جو شخص ایک روزہ بھی بغیر شرعی اجازت یا بیماری کے چھوڑتا ہے پھر خواہ وہ زندگی بھر روزہ رکھے اُس روزے کی قضا نہیں ہے۔" ــــ حضور نے فرمایا کہ شرعی اجازت یا بیماری کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جائیں ان کے بدلے فِدیہ دے کر بعد میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر وہ شرطیں پُوری نہ ہوں تو خدا کی طرف سے قضا کی اجازت ہی کوئی نہیں۔ پس اگر روزہ اگر عمداً چھوڑا جاتا ہے تو اس کی کوئی قضا ہے ہی نہیں۔

حضور نے حدیثِ نبویؐ "ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ روزے تو آدھا صبر ہیں" ــــ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا روزہ کے نتیجہ میں انسان کے جسم میں قوّت پیدا ہوتی ہے۔ رمضان کھوئی ہوئی طاقتوں کو بحال کر دیتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ روزے نصف صبر ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود طاقت اور قدرت رکھنے کے بھی انسان خدا تعالیٰ کے لئے حلال چیزیں بھی اپنے لئے روزہ میں حرام کر لیتا ہے۔ اور اپنے جذبات پر صبر کے ذریعہ سے قابو پاتا ہے۔

اپنے ایمان افروز خُطبہ جُمعہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم خصوصیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے اس مہینہ میں فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی انسان اپنا ہاتھ پھیلائے تو وہ خزانے اب بھی حاصل ہو سکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں مدفون ہیں۔ اور اس کا اہم طریق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں خصوصیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجیں۔

احبابِ جماعت اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ادارہ)

درخواستِ دُعا

محترمہ والدہ صاحبہ سید شکیل احمد صاحب آف جمشید پور ریڑھ کی ہڈی بڑھ جانے سے شدید تکلیف میں مبتلا ہیں۔ عنقریب آپریشن ہونے والا ہے۔ آپریشن کی کامیابی اور شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (محمد نسیم خان۔ قادیان)

تقریبِ شادی خانہ آبادی

احبابِ جماعت کو نہایت مسرّت سے اِطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۲۲ فروری ۹۳ء کو مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب ابن محترم محمد سیف خان صاحب، مدرس مدرسہ احمدیہ و نائب ایڈیٹر بدر کی شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی۔ بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ نے تقریبِ شادی پر اجتماعی دُعا کروائی بعد ازاں بارات محترم محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی کے مکان پر گئی جہاں اجتماعی دُعا کے بعد دُلہن کی رُخصتی عمل میں آئی۔ یاد رہے کہ موصوف کا نکاح قبل ازیں یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مبلغ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر عزیزہ رابعہ نُورین بنت محترم ماسٹر رحمت اللہ صاحب منڈاشی آف بھدرواہ (کشمیر) کے ہمراہ مسجد مبارک میں پڑھایا تھا۔ موصوف کے والدین کی طرف سے مورخہ ۲۴ فروری کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ احبابِ کرام سے درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس رشتہ کو ہر جہت سے دو خاندانوں کے لئے باعثِ برکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

تبصرہ

نام کتاب : "مرکزِ احمدیت قادیان" ــــ مؤلف : مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغِ سلسلہ بمبئی

تاریخِ اشاعت : دسمبر ۱۹۹۲ء ــــ قیمت 150/- روپے

تین صد صفحات پر مشتمل دیدہ زیب ٹائیٹل۔ کمپیوٹرائزڈ کتابت اور بہترین آفسیٹ طباعت والی کتاب "مرکزِ احمدیت قادیان" کو مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر نے بارہ سال کی محنت سے مرتب کر کے بہترین کتابی راہنما مہیا کیا ہے۔ مقدس مقامات کے تاریخی رنگین فوٹوز کے علاوہ قادیان کا نقشہ بھی شامل ہے۔ قادیان کا تاریخی پس منظر، محلِ وقوع، ابتدائی حالات مختلف مقامات کا تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ تاریخی یادیں یکجا کر کے سادہ اور آسان رنگ میں زائر کے لئے ایسا گائیڈ مہیا کیا ہے کہ وہ اِس کتاب کی مدد سے تمام مقدس مقامات کی زیارت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں تقسیمِ ملک سے قبل آباد ہونے والے محلہ جات اور اُن کے نئے نام بھی تفصیل سے درج ہیں۔ قادیان سے نکلنے والے اخبارات و رسائل، کارخانے فیکٹریاں وغیرہ عنوانات کی تفصیلی معلومات حصہ اوّل میں درج ہیں۔ جبکہ حصہ دوم میں، ہجرت کا تاریخی پس منظر و حالات سیدنا حضرت مُصلح موعودؓ کا سفرِ ہجرت اور ہجرت کے بعد کے حالات۔ تعلیمی و تربیتی ادارہ جات نیز ذیلی تنظیموں کی از سرِ نو تشکیل و عمارات۔ قادیان کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات اور اغیار کی آراء نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے انقلاب آفریں دَور کی نئی ترقیات کی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ الغرض قادیان دار الامان کی تاریخ عمدہ رنگ میں مرتب کی گئی ہے۔ جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

مؤرخِ احمدیت مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ نے فرمایا :-

"یہ مسودہ بلاشبہ بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب ہُوا ہے۔"

محترم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحابِ احمد فرماتے ہیں :-

"..... ان مذہبی اور تاریخی معلومات کو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے کتب و اخبارات سلسلہ سے کھنگال کر مرتب کرنا جان جوکھم کا کام ہے جو محترم مولوی برہان احمد صاحب ظفر نے محنتِ شاقہ سے سرانجام دیا ہے۔"

ہر دو اصحاب کے تبصرہ کے بعد گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اس کی افادیت کے بارہ میں مزید کچھ کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ مؤلفِ موصوف کو اپنی جناب سے اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

(ادارہ)

درخواست ہائے دُعا

● ــ خاکسار کے پھوپھا مکرم سید غُلام ربّانی صاحب آف جھومیرا اُڑیسہ چند دنوں سے بیمار ہیں۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (سیّد عزیز احمد قادیان)

● ــ محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ آف آسنور تین ماہ سے بعارضہ کینسر بیمار ہیں۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (باسط رسُول۔ قادیان)

منظوری ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت یکم جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء ایک سال کیلئے مندرجہ ذیل ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب کیلئے مبارک کرے۔ اور بہترین رنگ میں ہم سب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

۱۔ خاکسار مرزا وسیم احمد .... ناظر اعلیٰ و صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان
۲۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ..... ناظر بیت المال خرچ۔
۳۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی .... ناظر امور عامہ۔
۴۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر .... ناظر بیت المال آمد۔
۵۔ مکرم جمیل احمد صاحب ناصر .... ناظر تعلیم۔
۶۔ مکرم محمد انعام صاحب غوری .... ناظر دعوۃ و تبلیغ۔
۷۔ مکرم منظور احمد صاحب گجراتی .... وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ بطور عہدہ تحریک جدید۔
۸۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب .... ممبر
۹۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز .... ممبر
۱۰۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب .... ممبر بطور عہدہ صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔
۱۱۔ مکرم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی ...... ممبر بطور عہدہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔
۱۲۔ مکرم سید فضل احمد صاحب پٹنہ .... ممبر
۱۳۔ مکرم صالح محمد الہ دین صاحب .... ممبر۔ امیر صوبائی آندھرا پردیش۔
۱۴۔ مکرم ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب ...... ممبر۔ امیر صوبائی اڑیسہ۔

منظوری مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۳ء کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداروں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو احسن رنگ میں مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

۱۔ نائب صدر صفِ اوّل .... مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد
۲۔ نائب صدر صفِ دوم .... مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب۔
۳۔ قائد عمومی .... مکرم مولوی فیض احمد صاحب۔
۴۔ قائد مال .... مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر۔
۵۔ قائد تجنید .... مکرم محمد شفیع صاحب عابد
۶۔ قائد تعلیم .... مکرم سید شہامت علی صاحب۔
۷۔ قائد تبلیغ .... مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل
۸۔ قائد تربیت .... مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم
۹۔ قائد اشاعت .... مکرم سید تنویر احمد صاحب
۱۰۔ قائد تحریک جدید .... مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی۔
۱۱۔ قائد وقفِ جدید .... مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم
۱۲۔ قائد ذہانت و صحتِ جسمانی ..... مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری۔
۱۳۔ قائد ایثار .... مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر۔
۱۴۔ آڈیٹر .... مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف۔

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B MURARI LAL LANE ANSARI ROAD NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282843
FAX :- 91-11-3755121. SHELKA, NEW DELHI.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
M/S PARVESH KUMAR S/O. SH. GIRDHARI LAL
GOLD SMITH, MAIN BAZAR, QADIAN.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE: 04524-649.

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO. OFF.: 6378622 RESI.: 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو)
منجانب:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶۔ مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک
اور کینوس کے جوتے!!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
باٹی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206